احکام رمضان واعتکاف

مع مختصر فضائل ومسائل

افادات

حضرت مولانا صابر علی قاسمی چترویدیؒ

ترتیب

محمد ابن مولانا صابر علی رحمہ اللہ

تقریظ

مفتی راشد صاحب اعظمی

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

گردھر پور خلیل آباد، مگہر، سنت کبیر نگر یوپی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : **احکام رمضان واعتکاف مع مختصر فضائل ومسائل**

افادات : حضرت مولانا صابر علی صاحب چترویدی قاسمی رحمہ اللہ

حسب ایماء : مولانا خلیل الرحمٰن قاسمی مہتمم مدرسہ عربیہ رحمانیہ نورالعلوم جوری سنت کبیر نگر (یوپی)

پسند فرمودہ : برادر کبیر مفتی عبدالغفار صاحب قاسمی

مرتب : محمد ابن مولانا صابر علی قاسمی رحمہ اللہ **9554660392**

سن اشاعت : ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۴ء

ناشر : گردھر پور خلیل آباد مگہر سنت کبیر نگر پن کوڈ: ۲۷۲۱۷۳

کتابت : فریدالدین قاسمی، سنت کبیر نگری **9719824556**

صفحات : ۹۶

مطبوعہ : دارالعلم دیوبند سہارنپور (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

ملنے کا پتہ

(۱) مدرسہ عربیہ رحمانیہ نورالعلوم جوری **9984770674**

گردھر پور خلیل آباد سنت کبیر نگر **9554660392**

مدرسہ عربیہ سراج العلوم کھدراں ضلع بستی **9919702239**

تفصیلی فہرست

☆ ☆ ☆

Mob. 9411298086
Mohd. Rashid Azami
Darul-Uloom Deoband

محمد راشد اعظمی
استاذ دارالعلوم دیوبند
Resi.: Vill. & Po. Bamhur, Distt. Azamgarh (U.P.) INDIA

Ref. .... Dated. ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم.

رمضان المبارک اور اعتکاف وغیرہ کے مسائل بہت اہم ہیں اکثر لوگوں کو یہ مسائل یاد نہیں رہتے اور غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مولوی محمد ابن مولانا صابر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد محترم رحمہ اللہ کے افادات کی روشنی میں رمضان المبارک اور اعتکاف کے مسائل کو ترتیب دیا ہے۔

مولوی محمد ایک صالح اور محنتی طالب علم ہیں، مجھے اللہ کی ذات مبارک سے توقع ہے کہ یہ کتاب نفع بخش ثابت ہوگی اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول اور مفید بنائیں۔ (آمین)

محمد راشد اعظمی

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۴/رجب المرجب ۱۴۴۵ھ

باسمہٖ تعالیٰ

تأثرات

حضرت مولانا ڈاکٹر **محمد شکیب** صاحب قاسمی دامت برکاتہم

نائب مہتمم الجامعة الاسلامیه دار العلوم وقف دیوبند

میرے سامنے ''احکام رمضان واعتکاف مع مختصر فضائل ومسائل'' کا مسودہ ہے، جیسے مولوی محمد ابن مولانا صابر علی رحمہ اللہ نے ترتیب دیا ہے، مختلف مصروفیات کی وجہ سے مکمل مسودہ تو نہیں پڑھ سکا، البتہ اس کے بعض حصہ پر نظر ڈالی ہے، ماشاء اللہ عزیزم محمد سلمہٗ نے اس رسالہ کی ترتیب میں سلیقہ سے کام کیا ہے اور مختصر ضروری اور اہم مسائل کو عام لوگوں کے لئے جمع کردیا ہے۔

بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ اس کے افادہ کو عام وتمام فرمائے اور موصوف کو مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین

محمد شکیب قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

باسمہٖ تعالیٰ

نظر ثانی

مفتی **محمد سلمان** قاسمی بارہ بنکوی

نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پوراعظم گڈھ یوپی، ۲۰/رجب المرجب ۱۴۴۵ھ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس میں سے ایک اہم رکن رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی ہے نیز اعتکاف بھی ایک مسنون عبادت ہے رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اس کی فضیلت واہمیت کو سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے تشریف آوری کے بعد اس عمل کو ترک نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ آپ کے اس اہتمام کیوجہ سے مسلمانوں نے ہر دور اور ہر علاقہ میں اس عمل کو جاری رکھا بعض مرتبہ معتکفین سے ایسے عمل کا صدور ہو جاتا ہے جس سے ان کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے انھی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے محمد ابن مولانا صابر علی چترویدی (رحمہ اللہ) اپنے والد ماجد کی افادات کو بڑے ہی عرق ریزی سے ترتیب دیا ہے کتاب کے اکثر حصوں پر میں نے نظر ثانی کی ہے، مسائل کے مآخذ بھی مرتب نے لکھ دئے ہیں جس سے یہ کتاب مزید مستند ہوگئی ہے اللہ پاک مرتب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور معتکفین کو اس سے مستفید فرمائے۔ آمین

محمد سلمان عفی عنہٗ

نائب مفتی ونائب مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پوراعظم گڈھ

باسمہٖ تعالیٰ

مقدمہ احکام رمضان واعتکاف

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ سيد الأولين والآخرين وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين. أما بعد!

رمضان کا روزہ اسلام کے بنیادی پانچ اراکین میں سے ایک ہے تمام دینی عبادت کی طرح اس کے لئے بھی اصول وضوابط ہیں اور احکام ومسائل ہیں جس سے واقفیت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

پیش "نظر احکام رمضان واعتکاف" عزیز القدر مولوی محمد (متعلم دار العلوم وقف دیوبند) کی عملی کاوش ہے اس کام کی تحریک انھیں ان کے والد مرحوم جناب مولانا صابر علی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی دی تھی، اس سے معلوم ہوتا کہ ان کے والدان کی علمی تربیت کے لئے فکر مند رہا کرتے تھے اور انھیں علمی کاموں میں مشغول دیکھنا چاہتے تھے، اس کتاب کی اشاعت سے ان کی روح کو تسکین پہونچے گی، کتاب میں رمضان کے فضائل، رمضان کی خصوصیات، عبادت کی صورتیں، اعتکاف کی حقیقت، اعتکاف کے کام رمضان اور اعتکاف کے مسائل کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

یہ موصوف عزیز کی پہلی کاوش ہے اور قابل قدر ہے، امید ہے کہ یہ کتاب ملت کے لئے مفید ہوگی، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرتب عزیز کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور انھیں مزید علمی کاموں کی توفیق دے۔ آمین

محمد نوشاد نوری قاسمی

استاذ دار العلوم وقف دیوبند

۶؍فروری ۲۰۲۴ء

انتساب مع تذکرہ حیات وخدمات منتسب

بندہ اپنی علمی کاوش کو والدین کی طرف منسوب کرتا ہے خاص طور پر والد محترم حضرت اقدس مولانا صابر علی صاحب قاسمی چترویدی رحمہ اللہ جن کی صحبت میں رہ کر لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کے اولاد کے ساتھ ساتھ ان کے شاگردوں کو صدقۂ جاریہ بنائے اور رب العالمین ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین

حیات وخدمات حضرت والد محترم رحمہ اللہ

یہ انسانی فطرت ہے کہ جب تک آدمی نگاہوں کے سامنے چلتا پھرتا رہتا ہے ہم اسکی قدر نہیں کرتے اور اس کو اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے بہت سے عظیم لوگ داغِ مفارقت دے گئے اور بہت سے بڑی بڑی شخصیتیں تھیں جو عرصے دراز سے ہمارے سامنے رہیں مگر ہم نے ان کے علم وفضل تقویٰ وطہارت اور ان کی بزرگی اور عظمت پر کوئی دھیان نہیں دیا اور کبھی بھی یہ احساس نہ جگا ایک عظیم انسان ہمارے درمیان موجود ہے اس سے کچھ حاصل کریں وہ لوگ جنھیں میں نے بہت قریب سے دیکھا اور جن کی شب وروز کی زندگی ہمارے سامنے آئینہ کی طرح رہیں ان میں سے حضرت الاستاذ والد گرامی حضرت مولانا صابر علی قاسمی چترویدی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، یہ وہ بزرگ تھے جو ایک لمبا عرصہ بلکہ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ہمارے درمیان گزار کر دارفانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوگئے، نیک فطرت نیک سیرت علم وکمال میں

ایکتا تقویٰ اور بزرگی میں بے مثال عالمانہ وضع قطع سر پر دو پلی ٹوپی ہاتھ میں عصا نہایت ہی وقار سنجیدگی کی چلتی پھرتی تصویر تھے یہ وہ اکابر تھے جن کے قول وفعل کردار سے تواضع وانکساری ٹپکتی تھی یہ لوگ اپنے کاموں اور ذمے داریوں کے تحت رہ کر زندگی گزارنے کی طلب اور جذبہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ پوری نیک نامی کے ساتھ جیے اور جیتے رہے بالآخر خدا کا حکم آپہنچا۔

ولادت:

والد ماجد کی ولادت پاسپورٹ میں درج تاریخ کے مطابق ۱۹۴۳ء ہے حضرت والا ایک ناخواندہ گھرانے میں پیدا ہوئے داداجان جناب محمد سلیم مرحوم اگرچہ پڑھے لکھے انسان نہ تھے لیکن ایک صالح ونیک صفت انسان تھے کون جانتا تھا کہ ایک دن یہ بچہ گاؤں گردھر پور کی ایک مؤثر شخصیت بن کے ابھرے گا جس کا فیض صرف گاؤں تک ہی محدود نہیں بلکہ پورے قرب وجوار اور پڑوسی صوبہ بہار تک بھی ہوگا آپ برادرانِ وطن میں اسلام کا تعارف کرانے کے سلسلے میں ہندو دھرم سنتوں کی لکھی ہوئی کتابیں جیسے منوسمرتی، چاروں وید، رگ وید، سام وید، اتھروید کا انہماک کے ساتھ مطالعہ بھی کیا اور موقعہ بموقع برادرانِ وطن میں دعوت حکمت کے ساتھ دیتے رہے۔

حضرت والد محترم رحمہ اللہ کا عوام وخواص میں گفتگو کرنے کا انداز:

حضرت والد محترم رحمہ اللہ کا عوام وخواص میں گفتگو کرنے کا انداز مخلصانہ اور نرالا تھا، طرز گفتگو کا ایک قابل رشک واقعہ میرے عم محترم قاری صادق علی صاحب نے سنایا، کہ ۲۰۰۳ء میں معین الدین پور ضلع فیض آباد، موجودہ امبیڈکر نگر، میں ایک جلسہ تھا، جس میں حضرت والد محترم رحمۃ اللہ علیہ مدعو تھے، حضرت والد صاحب نے

وقت مقررہ پر بیان شروع کیا، اوروقت پورا ہونے پر خطاب بند کردیا، تو اس وقت کے ہنسور تھانے کے انچارج ایک غیر مسلم فوراً کھڑے ہوئے اور کہا مولانا صاحب پانچ منٹ اور بول دیں، تو حضرت والد صاحب پھر کچھ دیر بولے پھر جیسے ہی بند کیا پھر دوسرے ایک غیر مسلم صاحب نے کھڑے ہوکر کہا دس منٹ اور بول دیں پھر کچھ دیر بولے پھر تیسرے صاحب کھڑے ہوئے اور کہا مولانا صاحب تھوڑا اور بول دیں تو حضرت مولانا نے اپنے بدن سے چادر ہٹا کر کہا کہ میں طاقت سے زیادہ بول چکا ہوں اسی طرح ایک مرتبہ گورکھپور کسی مقام پر برادرانِ وطن میں دینی ودعوتی پروگرام تھا وہاں کے لوگوں نے پروگرام شروع ہونے سے پہلے حضرت والد صاحب سے کہا یہ ہندوؤں کا مرکز ہے ذرا محتاط رہیں گے خیر جب پروگرام شروع ہوا تو الد صاحب نے حسب عادت اپنی پوری بات رکھی اور اسٹیج سے اتر گئے برادرانِ وطن نے دوبارہ سننے کی درخواست کی پھر دوبارہ بیان ہوا۔

ابتدائی تعلیم :

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ گاؤں ہی کے ایک مکتب میں ۱۹۵۲ء میں داخل ہوئے آپ کے مکتب کے اخص الخاص استاذ جوری گاؤں کے حضرت مولانا عبد الرشید صاحب رحمہ اللہ تھے پھر عربی درجات کی تعلیم کے لئے بہرائچ کی مشہور درسگاہ جامعہ مسعودیہ نور العلوم میں داخلہ لیا وہاں آپ کے اساتذہ میں مفتی نعمان صاحب رحمہ اللہ مولانا عبد الصمد صاحب رحمہ اللہ کے نام قابل ذکر ہیں صاحبِ مفتاح القرآن مولانا محفوظ الرحمٰن نامی کی خدمت کرنے کا شرف بھی حاصل تھا پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے ایشیاء کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم دیوبند میں قطبی میں داخلہ لیا، ۱۹۶۶ء جو دار العلوم دیوبند کا سواں سال ہے میں فارغ ہوئے ۶؍سال دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی

آپ کے اساتذہ میں آپ کے مشفق استاذ حضرت مولانا انظر شاہ ابن علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا ازہر شاہ قیصر، شیخ نصیر احمد خان صاحب رحمہ اللہ بلند شہری، مولانا اسعد مدنی صاحب، مولانا اختر حسین صاحب دیوبندی، مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری، مولانا حسین احمد بہاری، فخر المحد ثین مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی، مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہم اللہ ودیگر اساتذہ قابل ذکر ہیں۔

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے استاذ محترم مولانا فخر الحسن صاحب مراد آبادی رحمہ اللہ کے اشارے پر مراد آباد ہی میں عمری کلاں نامی جگہ میں بحیثیت مدرس تشریف لے گئے، راجستھان کے لیوڑا نامی گاؤں میں بھی کچھ دنوں تک درس قرآن دیا تقریباً ۹ر سال تک مغربی یوپی کے متعدد مدارس، جامعہ اعزاز العلوم ویٹ، جامعہ قاسم العلوم کٹیسرہ ضلع مظفر نگر جامعہ مدینۃ العلوم نگینہ ضلع بجنور میں تدریسی خدمات انجام دیا بالآخر متحدہ بستی حال سنت کبیر نگر کی قدیم معروف ومشہور دینی درسگاہ نور العلوم جوری سے ۱۹۷۶ء میں وابستہ ہوئے اور دسمبر ۲۰۱۷ء تک ۴۲ر سال دینی خدمات انجام دیتے رہے نیز ۲۱ر مئی ۱۹۹۹ء میں قائم شدہ مجلس ارشاد المسلمین سے بھی وابستہ رہے حضرت والد ماجد یوں تو بے شمار خوبیوں اور امتیازات سے متصف تھے لیکن ان کا خصوصی امتیاز شغل قرآن تھا۔

قرآن کریم حفظ کرنے کا واقعہ :

والد ماجد نے مکتب کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد عربی درجات میں داخلہ لے لیا تھا کسی استاذ سے الگ سے حفظ نہیں کیا والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دار

العلوم میں جب ماہ شعبان میں رمضان کی تعطیل ہوتی تو تمام طلبہ اپنے گھر چلے جاتے اور میں ایک ایک صفحہ قرآن کریم کو حفظ کرتا تھا اسی طرح پورا قرآن پختہ خام یاد ہو گیا تھا اس کے بعد گردھر پور کے قدیم عالم دین مولانا ابوالخیر رحمہ اللہ کے پاس ان کے گھر قرآن سنانے کے لئے جاتے تھے والد صاحب جب تک صحت مند تھے رمضان المبارک میں قرآن پاک اپنے لڑکوں میں سے کسی کو ضرور سناتے موسم گرماں ہو یا موسم باراں یا موسم سرماں گھر پر ہوں یا مدرسے پر فجر بعد قرآن مجید کی تلاوت ضرور کرتے قرآن پاک سے شغف ہی کا نتیجہ تھا کہ گاؤں کے کئی حفاظ کا رمضان المبارک میں بعد نماز مغرب قرآن پاک نوافل میں سنتے تھے، راقم السطور کو مدرسہ نور العلوم جوری میں فارسی تا عربی چہارم تک مختلف کتب مفتاح القرآن مفتاح العربیہ معلم الانشاء نور الایضاح مختصر القدوری ترجمہ قرآن پاک از سورہ ق تا سورہ الناس الفیۃ الحدیث السراجی فی میراث پڑھنے کا موقع ملا۔

تدریسی کمال :

آپ ایک بافیض کامیاب مدرس تھے آپ کے انداز درس کی مقبولیت نے ایک الگ چھاپ چھوڑ رکھی تھی جس کا ہر طالب علم معترف تھا جس نے آپ سے کسی بھی طرح سے علمی فیض حاصل کیا ابتدائی درجہ کی کتاب ہو یا بڑی جماعت کے طلبہ کی ذہن کے لئے حد قریب رہ کر اپنی تدریس کی بنیاد رکھتے اور ہر کتاب کو سہل اور آسان طریقہ سے پڑھاتے سبق کے حوالے سے طلبہ میں آپ کا اختیار اور اعتماد تھا بلا مبالغہ آپ تدریس کی اس منزل اور مقام پر تھے جہاں تک رسائی بہت ہی کم لوگوں کو ہو پاتی ہے آپ کا شمار ان اساتذہ میں سے تھا جن سے پڑھ کر اور ان سے شرف تلمذ حاصل کر کے

طلبہ فخر محسوس کرتے تھے اور شاگردی کی نسبت کا برملا اظہار کرتے اور آپ وقت کے انتہائی پابند تھے اوقات کی پابندی کا جو اہتمام آپ کی زندگی پر حاوی تھا سبق میں بھی یہی پابندی کارفرما نظر آتی تھی آپ وقت کے اتنے پابند تھے کہ جمعرات کو سائیکل سے گھر آتے اور سنیچر کو تعلیمی اوقات شروع ہونے سے پہلے مدرسہ پہنچ جاتے۔

اخلاق وعادات :

اخلاق وعادات کے متعلق مجھے اس سے زیادہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت کی تمام زندگی کا مقصد اشاعت تعلیم واخلاق نبوی تھا خندہ پیشانی سے ملنا آپ کی عادت تھی چھوٹا ہو یا بڑا امیر ہو یا غریب دشمن ہو یا دوست مسلم ہو یا غیر مسلم غرض وہ کسی بھی برادری سے تعلق رکھنے والا ہو یہاں تک کہ گاؤں میں جو کپڑا بیچنے والے آتے تو آپ ان کی بھی مہمان نوازی کرتے خندہ پیشانی سے مسکرا کر ملتے لوگوں سے عدل وانصاف کا معاملہ کرتے لوگوں پر رحم کرتے جب کسی کے بیمار ہونے کی خبر سنتے تو ان کے گھر عیادت کے لئے جاتے تسلی کے کلمات کہتے اور دعا کرتے ان کے دکھ درد میں جتنا ممکن ہو پاتا جان ومال سے مدد کرتے غصے کو پی جانا آپ کی فطرت تھی اگر کوئی زیادتی کرتا تو معاف کر دیتے اپنے عیبوں اور دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھتے اگر دو شخصوں میں جھگڑا ہو جاتا تو صلح کرا دیتے غرض کہ یہ سب صفات حضرت کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

پڑوسیوں کی خبر گیری :

پڑوسیوں اور ہمسایا میں جب کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت کرتے اس کے خورد ونوش کا خیال رکھتے جب کبھی اچھا کھانا بنواتے تو ان کے گھر بھیجتے ان کے دکھ اور

پریشانی میں انکا ساتھ دیتے اگر کوئی عزیز رشتے دار فوت ہو جاتا تو اس کی تعزیت کرتے اور تسلی کے کلمات کہتے پڑوسی اگر دین کے بنیادی احکام سے نا آشنا ہوتا تو اس کو دین کی باتیں بتاتے اور اس کی صحیح تربیت کرنے کی فکر کرتے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے کہ ہمارے کسی قول وفعل سے پڑوسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

کم کھانا کم بولنا کم سونا :

قلت طعام قلت منام اور قلت کلام کا آپ مجسمہ تھے امیر لوگوں سے آپ کو وحشت تھی اور فقراء سے انس تھا اس کے ساتھ ہی مہمان نوازی آپ کی حد سے بڑھی ہوئی تھی مہمان پر اپنی راحت کا نچھاور کرنا آپ کی فطرت تھی آپ گھر میں تشریف فرما ہوتے اگر کوئی شخص باہر سے آپ کو آواز دیتا تو فوراً باہر آجاتے اگر گھر میں ناشتا کرتے تو ناشتہ لے کر باہر آجاتے اور اپنے ساتھ آنے والے کو شریک کرتے۔

بزرگوں اور متعلقین کی آمد پر مسرت :

آپ کو اپنے درسی ساتھی حضرت مولانا حکیم محمد راشد صاحب ناظم کتب خانہ دار العلوم اسلامیہ بستی سے خاص محبت تھی حکیم صاحب جب بھی گھر پر آتے تو والد ماجد اتنا خوش ہوتے تھے کہ گویا عید آجاتی اسی طرح مولانا مقبول احمد جونپوری، مولانا مفتی محبوب احمد قاسمی، مولانا ابو الکلام حماد مظاہری، حضرت مولانا عظیم اللہ صاحب قاسمی بکولی والے جو آپ کے ہم سبق ہیں، یہ وہ حضرات تھے جن کی آمد پر حضرت والا بے انتہا خوش ہوتے تھے۔

معاشرتی تقریبات میں شرکت سے پرہیز :

شادی بیاہ کے موقع پر مٹھائی وغیرہ کی تقسیم یا احباب کے جمع کرنے کو آپ منع نہ فرماتے اور مسرت وخوشی کی تقریبات کے سلسلے میں آپ متشدد نہ تھے یوں فرمایا کرتے تھے کہ جس بات کو دین سمجھ کر کیا جائے حالانکہ وہ دین نہ ہو اسی کا نام بدعت ہے اور اس پر تشدد ضرور ہے مگر جن باتوں کو دنیا سمجھ کر کیا جاتا ہے ان کو بدعت کا درجہ دینا فرق مراتب سے غفلت ہے اسی طرح آج کل کی بارات اور ولیمہ سے آپ سخت پرہیز کرتے اور اپنے بچوں کو بھی اس طرح کی تقریبات میں شرکت سے منع فرماتے، فرمایا کرتے تھے کہ آج کل لوگ نمود ونمائش کی خاطر دس دس بارہ بارہ گاڑیاں لے جاتے ہیں اور ان گاڑیوں میں بیٹھنے والوں کی تعداد بیس سے پچیس تک ہوتی ہے اور انٹرنیشنل فقیر بن کر لڑکی کے گھر سے سارا مال لے کر چلے آتے ہیں اور لڑکی کے باپ کی ساری زندگی کی کمائی خاک میں ملا کر رکھ دیتے ہیں احقر کو یاد ہے کہ والد ماجد نے اپنی پوری زندگی میں نہ کسی کی بارات گئے اور نہ ہی اپنے بچوں میں کسی کو شریک ہونے دئے۔

مرغوب طبع کھانا :

شوربہ آپ کو سب سے زیادہ مرغوب تھا کہ نوالہ ڈبو کر کھاتے تھے گھی آپ کو بہت پسند نہ تھی چاولوں سے بہت زیادہ رغبت نہ تھی مگر پلاؤ کبھی کبھی پسند فرماتے بشرطیکہ نرم ہوتا مرچ بہت زیادہ آپ کو پسند نہ تھی۔

قیلولہ کی عادت :

دوپہر کھانے کے بعد سوا گھنٹہ یا آدھا گھنٹہ قیلولہ فرما کر اٹھتے مسواک کرتے اور وضو فرما کر ظہر کی سنت کمرے میں پڑھ کر مسجد تشریف لے جاتے سنت ونوافل سے

فارغ ہونے کے بعد کمرے میں تشریف لاتے اور درس کی جگہ بیٹھ جاتے عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھنے کا آپ کا معمول تھا بہت کم ایسا ہوتا کہ آپ ان کو ترک فرما دیں اسی طرح مغرب کی نماز کے بعد اوابین کی چھ رکعت پڑھنے کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے۔

نماز میں خشوع وخضوع کا استحضار :

آپ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے چاہے وہ نفل نماز ہو یا فرض ہو یا سنت ہو آپ پر خشوع وخضوع کی حالت طاری رہتی تھی الحمد للہ بچپن سے میری تعلیم وتربیت اور نشست وبرخواست علماء کرام کی صحبت میں رہی مگر والد ماجد کے سوا میرے ذہن میں کوئی مثال نہیں جس کو حضرت کی نماز کے مماثل کہہ سکوں بدن میں کھجلی لگے تو ہر شخص کو کھجلاتے دیکھا مگر حضرت کو یوں دیکھتا تھا کہ نماز کی حالت میں کوئی خارجی ضرورت پیش ہی نہیں آتی بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ تو مبالغہ نہ ہوگا کہ کبھی والد صاحب رحمہ اللہ کو زکام یا کھانسی کی شدت ہوتی تو نماز کے شروع کر دینے کے بعد ختم نماز تک حضرت کو کبھی کھانسی تک نہ آتی بارہا دیکھا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت کو فوراً کھانسی اٹھی اور حضرت اٹھ کر نالی پر جا بیٹھے اور وہاں خوب کھانسے اور خوب تھوکا اور سب ضرورت کو دفع کیا لیکن جب نماز شروع فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ کسی مرض کا کوئی اثر آپ پر نہیں ہے میں ہمیشہ سوچا کرتا تھا کہ حضور قلب اس کا نام ہے اسی طرح حضرت کو صحت وعلالت میں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا حتی الامکان جہاں تک ممکن ہوتا کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اخیر عمر میں جب کمزوری حد سے بڑھ گئی تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

اعتکاف کا اہتمام :

رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا آپ کو بڑا اہتمام تھا آخری کے دو سال جس میں آپ پر ضعف کا غلبہ تھا کبھی آپ کا اعتکاف نہ چھوٹا معمولات کے متعلق جو آپ کی سادہ اور دائمی ایک عادت تھی بس وہ ایک عجیب چیز تھی کہ نہ رمضان المبارک میں بدلتی تھی نہ شوال میں البتہ قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام فرماتے تھے اسی طرح جس مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے وہاں پر بعد نماز ظہر روزانہ بلا ناغہ قرآن کریم کی تفسیر کرتے، افسوس کہ والد ماجد آج ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کی یادیں ان کی باتیں آج بھی دل ودماغ پر نقش ہیں اس تحریر کا مقصد ناموری اور شہرت ہرگز نہیں ہے کیونکہ اللہ کے یہاں ہر ایک کا اپنا نیک عمل کام آئے گا جبکہ فضل خداوندی بھی شامل ہو نسل نو اور ہم سب کے لئے حضرت والد ماجد ودیگر حضرات اکابر کے مشن کو رضائے الٰہی کی خاطر آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے جن کی محنتوں وقربانیوں کے نتیجے میں ہم سب مستفید ہو رہے ہیں۔

وفات :

آپ کی وفات ۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ ہجری بمطابق ۹/نومبر ۲۰۲۰ء کو دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے (اِنا للّٰہ واِنا اِلیہ راجعون) والد ماجد کے انتقال کے بعد بار بار یہ خیال آرہا تھا اور احباب کی خواہش بھی تھی کہ والد ماجد کی سوانح حیات ان کی دینی وملی، سماجی، تدریسی خدمات کو منظر عام پر لایا جائے جو نوجوان نسل کی ذہن سازی کا باعث ہو حضرت والا کی شخصیت نہ صرف ان کے آبائی وطن گردھر پور اور مدرسہ عربیہ نور العلوم جوری کے لئے نفع بخش تھی بلکہ از گورکھپور تا لکھنؤ پرتا بگڑھ وصوبہ

بہار کے لئے بھی نفع بخش تھی، اللہ تعالیٰ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کی قبر کو نور سے بھر دے ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے۔ آمین

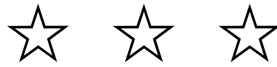
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(از عبدالغفار قاسمی ابن صابر علی چتر ویدی رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: تذکرہ والد محترم رحمہ اللہ (حیات وخدمات) کی تحریر میرے بڑے بھائی مفتی عبدالغفار صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی ہے۔

فقط والسلام

محمد ابن صابر علی چتر ویدی رحمہ اللہ علیہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اللہ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس نا کارہ کو ''احکام رمضان واعتکاف کے چند ضروری مسائل وفضائل'' نام کتاب ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی اس عظیم نعمت کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اسلام کے ارکان پانچ بیان ہوئے ہیں اس میں سے ایک رکن رمضان المبارک بھی ہے والد ماجد حضرت مولانا صابر علی صاحب قاسمی رحمہ اللہ سے اپنی حیات ہی میں یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ رمضان واعتکاف کے فضائل ومسائل کے نام سے ایک مختصر کتاب شائع کی جائے جس سے عوام الناس زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں، اس لئے کہ عوام کے پاس وقت اور فرصت نہ ہونے کی وجہ سے بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا دشوار ہے اس لئے بندہ نے اس کتاب میں چند ضروری احکام رمضان واعتکاف فضائل ومسائل پر مشتمل ایک کتاب آسان انداز میں ترتیب دینے کی کوشش کی تا کہ عوام وخواص سب اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

آخر میں بندہ ان سب حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنھوں نے کسی بھی درجہ میں اس رسالہ کی ترتیب میں بندہ کی معاونت کی خصوصاً رفقاء اعظم گڈھ کا جنھوں نے ہر موقع پر دامے درمے سخنے حسب استطاعت بندہ کے ساتھ کھڑے

رہے جن میں چند نام درج ذیل ہیں:

عبدالعزیز قاسمی جونپوری، محمد عادل قاسمی اعظمی، ابوحمزہ قاسمی اعظمی، عبدالرحمٰن قاسمی اعظمی، ضیاء الحق قاسمی کبیرنگری، محمد حمزہ قاسمی بارہ بنکوی۔

بندہ نے اس کتابچہ کو بڑی عرق ریزی سے ترتیب دیا ہے مگر پھر بھی اگر کوئی کمی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس حقیر کاوش کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے اور سب کے لئے نفع بخش بنائے۔ (آمین)

محمدابن مولانا صابر علی قاسمی چترویدی رحمہ اللہ علیہ



فضائل رمضان قرآن وحدیث کی روشنی میں

سورۃ البقرۃ: ۱۸۳ تا ۱۸۵، اے ایمان والوں تم روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو گنتی کے چند دن روزے رکھنے ہیں پھر بھی اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرے اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر روزے کا فدیہ ادا کر دیں اس کے علاوہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تم کو سمجھ ہو روزے رکھنے میں تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی ہے اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کرتی ہے لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے وہ اس میں ضرور روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے اللہ پاک تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا تا کہ روزوں کی گنتی پوری کرلو اور اللہ نے تمہیں جو راہ دکھائی ہے اس پر اللہ کی تکبیر کہو اور تا کہ تم شکر گزار بنو۔ (آسان ترجمہ قرآن: ۹۷)

ان آیات میں بالکل واضح طور پر روزوں کی فرضیت کو بیان کیا گیا ہے روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما:

بُنِیَ الإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةُ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمْضَان.

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوۃ ادا کرنا، (۴) حج کرنا، (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

(بخاری کتاب الایمان، باب قول النبیؐ رقم الحدیث:۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پڑھنا:

شعبان کی آخری تاریخ میں حضورؐ نے رمضان شریف کے متعلق چند جامع حدیث بیان فرمائی۔

(۱) اے لوگوں تمہارے اوپر ایک بہت بڑا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے جو بہت برکتوں والا ہے اس مہینہ میں ایک رات شب قدر کی ہے جو ہزار مہینہ سے بڑھ کر ہے۔

(۲) اللہ نے اس مہینہ کے روزے مسلمانوں پر فرض فرمائے ہیں اور اس کی رات کے قیام کو باعث ثواب کر دیا۔

(۳) جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرے وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں کوئی فرض ادا کرے۔

(۴) جو شخص اس مہینہ میں کوئی ایک فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا غیر رمضان

میں ستر فرض ادا کیئے۔

(۵) یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی رواداری اور غم خواری کا ہے اس مہینہ کی برکت سے مؤمن کے رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔

(۶) جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوگا اور اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

(۷) صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا ہے کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص ایک روزہ دار کا روزہ صرف ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے کھلوادے گا تب بھی اللہ پاک اس کو اتنا ہی ثواب دیں گے، مطلب یہ ہے کہ روزہ دار کو بھی پورا ثواب ملے گا اور افطار کرنے والے کو بھی۔

(۸) جو شخص اپنے خادم یا ملازم سے اس مہینہ میں کام ہلکا لے اللہ اس کے گناہ کو بخش دے گا اور جہنم سے آزاد کردے گا۔

(۹) جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا قیامت کے دن اللہ پاک اس کو میرے حوض کوثر سے ایسا پانی پلائے گا کہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ (بیہقی)

رمضان کے پانچ خصوصی انعامات

(۱) روزہ دار کے منھ کی بو (جو بھوک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔

(۲) روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعاءِ مغفرت کرتی ہیں افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

(۳) جنت ہر روز ان کے لئے سجائی جاتی ہے پھر اللہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی تکلیفیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔

(۴) اس ماہ مبارک میں سرکش شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں، یعنی رمضان میں شیاطین کے قید ہونے کی بنا پر روزہ داروں کو گناہوں پر نہیں ابھار سکتے لیکن انسان کا نفس گناہ کرانے میں شیاطین سے کم نہیں اور گناہوں کا چسکا بھی گناہوں کی پٹری پر چلاتا رہتا ہے تاہم پھر بھی گناہوں کی کمی اور عبادت کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ کرتا ہے۔

(۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا شب مغفرت شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دی جاتی ہے۔ (الترغیب)

(٦) رمضان میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ابواب جنت کے بجائے ابواب رحمت آیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

رمضان میں اللہ کے منادی کی پکار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب رمضان آتا ہے (یعنی رمضان کی پہلی رات تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دئے جاتے ہیں ان کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ اے خیر اور نیکی کے طالب قدم آگے بڑھا اور اے بدی اور بدکرداری کے شوقین رک جا آگے نہ بڑھ اور اللہ کی طرف سے بہت سے گناہگار بندوں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے یعنی ان کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جاتا ہے اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے۔

(ابن ماجہ، ترمذی)

رمضان المبارک کے چند حقوق ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی تمام گناہوں کو چھوڑ دے چاہے رات کے گناہ ہوں یا دن کے گناہ ہوں چھپے طور پر ہوں یا اعلانیہ طور پر ہوں عبادت کے متعلق ہوں یا عادت اور معاملات کے متعلق ہوں اس میں وہ امور بھی آگئے جن سے زیادہ تراویح میں خلل پڑتا ہے۔ (خطبات تھانوی: ۱۰/۲۵۶)

الغرض: رمضان المبارک کی اصل عبادت تو روزہ تراویح اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا ہے اور قرآن کی زیادہ تر تلاوت اعتکاف تہجد نوافل اس کے علاوہ دیگر عبادتیں ان سب کی اصل احکام واجبہ کی پابندی اور منکر اور مکروہ چیزوں سے اجتناب کرنا اس کے آگے جو بھی اللہ نیک کاموں کی توفیق عطا کرے۔

رمضان المبارک کے تینوں عشرہ کی خصوصیات حدیث کی روشنی میں:

رمضان المبارک کے پہلا عشرہ یعنی شروع کے دس دن یہ رحمت کے ہیں:
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ﴾

ترجمہ: یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت ہے، اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے خلاصی کا ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل کے بیان میں ایک طویل حدیث میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ رمضان المبارک کے تین عشرے ہیں:

پہلا عشرہ ان میں سے رحمت کا ہے، یوں تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ رحمت وبرکت اور قبولیت دعا کے لئے خاص مواقع میں سے ہے اسی لئے اس میں اور دنوں اور مہینوں کے مقابلے اس میں خوب خوب دعاؤ کا اہتمام بھی ہونا چاہئے، لہٰذا اس عشرہ کو غنیمت جان کر اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے والے اعمال کی پابندی کریں اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والے اعمال سے بچا جائے۔

دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے، ویسے پورے رمضان المبارک میں خوب خوب توبہ استغفار کرنا چاہئے لیکن بیچ والے عشرہ میں اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

تیسرا عشرہ جہنم سے نجات کا ہے، اور اس عشرہ کے طاق راتوں میں اس دعاء کے مانگنے کی ترغیب احادیث میں آئی ہے:

دعاء: ﴿اللّٰهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا﴾

تینوں عشروں میں کثرت سے کرنے کے جو اعمال احادیث میں آئے ہیں وہ یہ ہیں: کہ چار چیزوں کی اس مہینہ میں کثرت رکھا کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ، اس لئے کہ ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، أَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ﴾ کے الفاظ بیہقی، ابن خزیمہ وغیرہ میں منقول ہیں۔

بعض بزرگوں کا تینوں عشرہ میں ان دعاؤں کا کثرت سے معمول رہا ہے کہ:

پہلے عشرہ میں: ﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

دوسرے عشرہ میں: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

ترجمہ: میں معافی چاہتا ہوں اللہ سے تمام گناہوں کی جو میرا رب ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

تیسرے عشرہ میں یہ دعا مانگی ہے جس کا حدیث میں بھی ذکر ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس دعا کا اہتمام کرو: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا﴾

ترجمہ: اے اللہ تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس تو ہمیں معاف فرمادے۔

روزہ کی جزا اللہ خود دیتے ہیں انسان جو بھی عمل کرتا ہے اس کا اجر اسے سات سو گنا ملتا ہے لیکن روزہ کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں یہ عمل چونکہ خالص میرے لئے

ہے اس لئے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (بخاری ومسلم)

فائدہ: جس عمل کے بارے میں اللہ خود فرما دیں کہ اس کا بدلہ میں دوں گا وہ عمل کا بدلہ کتنا عظیم ہوگا۔ (خطبات تھانوی: ۱۰/۱۰۰)

سال بھر کے مسنون روزے

(۱) یوم عاشوراء کا روزہ۔

یوم عاشوراء محرم کی دس تاریخ کو کہا جاتا ہے اس دن روزہ رکھنے سے گذشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عاشوراء کے دن کا روزہ رکھنا مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ گذشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

البتہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتلایا گیا کہ یہودی شکرانہ کے طور پر عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال عاشوراء کے روزے کے ساتھ نویں محرم کو بھی روزہ رکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ آئندہ سال میں زندہ رہا تو نو محرم کو بھی روزہ رکھوں گا اس بناء پر فقہاء نے عاشوراء کے ساتھ نو محرم کے روزے کو مستحب قرار دیا اور مشابہت یہود کی بنا پر صرف عاشوراء کا روزہ رکھنے کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے تاہم اگر کسی بنا پر روزہ رکھنا دشوار ہو تو صرف عاشوراء کا روزہ رکھ لینا چاہئے تاکہ اس کی فضیلت سے محرومی نہ ہو۔

عاشوراء کے روزہ کی تین صورتیں ہیں :

(۱) نویں، دسویں، اور گیارہویں تینوں کا روزہ رکھا جائے۔

(۲) نویں یا دسویں یا دسویں گیارہویں کا روزہ رکھا جائے۔

(۳) صرف دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے، ان میں پہلی صورت سب سے افضل ہے اور دوسری صورت کا درجہ اس سے کم ہے اور تیسری شکل کا درجہ سب سے کم ہے، اور تنزیہی کا درجہ جو سب سے کم ہے اس کو فقہاء نے کراہت تنزیہی سے تعبیر کیا ہے تو افضل یہ ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں۔

(سنن ترمذی، ابواب الصوم:۷۵۲)

(۲) یوم عرفہ کا روزہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو کہا جاتا ہے اس دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو عرفہ کے دن روزہ رکھے گا مجھے امید ہے کہ اللہ اس کے ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف کردے گا عمل تو بہت مختصر ہے لیکن فضیلت بہت زیادہ ہے اس لئے انسان کو اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

(سنن ترمذی، ابواب الصوم:۷۵۷)

(۳) شوال کے چھ روزے حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اس کا اتنا ثواب ہے کہ گویا اس نے ساری زندگی روزے رکھے، اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ ہر سال رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزوں کا بھی اہتمام کرتا رہے تو یہ ایسے شمار ہوگا جیسے اس نے پوری زندگی روزوں میں ہی گذاری ہو۔

مذکورہ فضیلت کے علاوہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہوجاتی ہیں شوال کے ان چھ روزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان

کمیوں اور کوتاہیوں کو دور فرما دیتے ہیں اس طرح ان چھ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن ونوافل کے فرض نمازوں کے ساتھ ہے اللہ پاک سنن ونوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

فائدہ: لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ جو شخص شوال کے چھ روزے رکھنا چاہے تو وہ ضرور عید کے اگلے ہی دن روزہ رکھے ورنہ پھر شوال کے روزے ادا نہ ہوں گے شریعت کی رو سے اس کی کوئی اصل نہیں شوال کے روزے عید کے بعد شوال ہی کے مہینہ میں رکھنا چاہیئے البتہ شروع شوال میں چھ روزوں کا مکمل طور پر رکھنا افضل ہے ورنہ پورے مہینہ میں جس دن چاہے رکھ لے، شوال کے مہینہ میں جس دن بھی روزہ رکھے گا یہ فضیلت حاصل ہوگی اور یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے روزے لگاتار رکھے یا وقفے کے ساتھ شریعت میں ہر نیکی کا ثواب دس گنا بڑھ جاتا ہے جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے گویا اس نے دس ماہ روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے ساٹھ کے برابر ہیں تو یہ دو ماہ ہو گئے تو جو شخص رمضان اور شوال کے نفلی چھ روزے رکھے گویا اس نے پورا سال روزہ رکھا۔ (صحیح مسلم کتاب الصوم: ۱۱۶۴)

(۴) ہر ماہ تین روزے رکھنا، ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا، بہتر یہ ہے کہ ہر اسلامی مہینہ کے ایام بیض میں روزہ رکھے تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو یہ نفلی روزے ہیں حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑے اہتمام سے بیان فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی: (۱) ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا، (۲) چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنا، (۳) اور سونے سے پہلے وتر نماز پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

تمہارے لئے کافی ہے کہ تم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھو ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے یوں تمہیں سارا زمانہ روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔یعنی ہر نیکی دس کے برابر ہے تو گویا تین دن روزہ رکھنا پورا مہینہ روزہ رکھنے کے برابر ثواب ہے اور اگر کوئی شخص ہر مہینہ تین دن روزہ رکھتا ہے تو گویا اس نے سارا زمانہ روزہ رکھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یعنی ایام بیض کے روزے تیرہ، چودہ، اور پندرہ تاریخ کو۔

ایام بیض سے مراد چاندنی راتوں کے دن ہیں یعنی قمری مہینوں کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو۔

(سنن نسائی کتاب الصوم کیف یصوم ثلاثۃ ایام من کل شہر:۲۴۲۲)

(۵) پیر جمعرات کا روزہ رکھنا:

پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا حدیث سے ثابت ہے اور حکم کے اعتبار سے مستحب ہے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر اور جمعرات کے دن انسانوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیئے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں روزہ کی حالت میں میرے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیئے جائیں۔

(سنن الترمذی:ابواب الصوم:۷۴۷)

(٦) شعبان کے مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس کثرت کے ساتھ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان میں روزہ رکھتے ہوئے دیکھا ہے کسی مہینہ میں نہیں دیکھا نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند دن چھوڑ کر پورا مہینہ شعبان کے روزے رکھتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ شعبان کے مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے اس لئے اس ماہ میں روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے یہ درحقیقت رمضان کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے ہمارے اسلاف اس روزہ کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ (صحیح البخاری: باب صوم شعبان، ۱۹۶۹)

عبادات رمضان المبارک

رمضان المبارک کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے، اس مہینہ میں اللہ پاک کی رحمتوں اور عنایات اور کرم نوازیوں کی عجیب شان ہوتی ہے انھیں برکات کا یہ ثمرہ ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح: ۱/۱۷۳، کتاب الصوم، الفصل الاول)

دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

(شعب الایمان للبیہقی: ۳/۳۱۰، فضائل رمضان)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو خوب عبادت وریاضت میں کوشش کرتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: ۱/۳۷۲، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر)

تلاوت قرآن کریم :

قرآن پاک کی رمضان المبارک کے ساتھ بڑی نسبت ہے اسی مبارک مہینہ میں قرآن پاک نازل ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن کا دور سننا اور سنایا کرتے تھے۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارشی ہوگا۔ (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک میں ماہر ہے وہ معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن پاک اٹک اٹک کے مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (متفق علیہ)

تہجد کا اہتمام

رمضان المبارک میں خاص طور سے تہجد کا اہتمام کرنا چاہئے کیوں کہ ان دنوں میں ہمارے پاس کافی وقت ہوتا ہے، اور انسانوں کے دل میں ہدایت وروحانیت کا نور پیدا ہوتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل فرض نماز کے بعد رات کی نماز ہے مراد تہجد ہے۔

(جامع الترمذی: ۹۹/۱، باب ماجاء فی فضل صلاۃ اللیل)

ایک حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے تو ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بالا خانے کن

لوگوں کے لئے ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے جو اچھا کام کرے مسکینوں کو کھانا کھلائے ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو نماز پڑھے جب دوسرے لوگ سو رہے ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں بندے سے زیادہ قریب ہوتا ہے پس اگر ہو سکے تو تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری)

وقت تہجد:

نماز تہجد کا وقت آدھی رات کے بعد شروع ہو جاتا ہے سنت طریقہ یہ ہے کہ عشاء پڑھ کر سو جائے پھر اٹھ کر نماز تہجد ادا کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصہ میں نیند فرماتے اور آخری حصہ میں بیدار ہوتے اور نماز ادا فرماتے پھر اپنے بستر پر واپس جاتے۔ (صحیح البخاری: باب من نام اول اللیل واحیی آخرہ)

تعداد رکعات تہجد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تہجد کے بارے میں مختلف تھی چار، چھ، آٹھ، بارہ رکعات تک منقول ہیں۔

(سنن أبی داؤد: ۱/۲۰۰، باب فی صلاۃ اللیل)

نماز اشراق :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی پھر وہیں اللہ کا ذکر کرنے بیٹھ گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اس کے لئے ایک مکمل حج اور عمرہ کا ثواب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مکمل لفظ تین مرتبہ فرمایا۔

نماز اشراق کا وقت:

سورج طلوع ہونے کے بعد پندرہ بیس منٹ بعد شروع ہوتا ہے دو یا چار رکعت پڑھی جاتی ہے۔

(سنن الترمذی: ۱/۱۳۰، باب ذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد)

نماز چاشت کا اہتمام:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے چاشت کی دو رکعات پڑھی تو اس کا نام غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے چار رکعت پڑھیں تو اس کا نام عبادت گزار بندوں میں لکھا جائے گا جس نے چھ رکعات پڑھیں اس دن اس کی کفایت کی جائیگی جس نے آٹھ رکعات پڑھی اسے اللہ تعالیٰ اطاعت شعاروں میں لکھ دیں گے اور جس نے بارہ رکعات پڑھی تو اس کے لئے اللہ پاک جنت میں گھر بنادیں گے۔

(مجمع الزوائد للہیثمی: ۲/۴۹۴، باب صلاۃ الضحیٰ، ۳۴۱۹)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے ہر بار سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے ہر بار الحمد للہ کہنا ایک صدقہ ہے ہر بار لا إلٰہ إلا اللہ کا کہنا ایک صدقہ

ہے ہر بار اللہ اکبر کہنا ایک صدقہ ہے اچھی بات کا حکم کرنا ایک صدقہ ہے بری بات سے روکنا ایک صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جب انسان پڑھ لیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱/۲۵۰، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ)

تعداد رکعات نماز چاشت:

حضرت معاذ العدویہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی عموماً چار رکعت پڑھتے تھے اور کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۱/۲۴۹، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ)

چاشت کا وقت:

سورج کے طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال تک رہتا لیکن افضل یہ ہے کہ دن کا چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد پڑھے جیسا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاشت کی نماز کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب اونٹنی کے بچے کا پاؤں گرمی سے جھلسنے لگے۔
(صحیح مسلم: ۱/۲۵۷، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

نماز اوابین:

نماز مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھی ان کے درمیان کوئی بڑی بات نہیں

کی، تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (جامع الترمذی: ۹۸/۱)

نماز اوابین کا وقت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوابین کی نماز کا وقت اس وقت سے ہے کہ جب نمازی نماز مغرب پڑھ کر فارغ ہوں اور عشاء کا وقت آنے تک رہتا ہے۔
(شرح السنۃ للبغوی: ۴۳۹/۲، باب الصلاۃ بین المغرب والعشاء)

تراویح کے بعض اہم مسائل

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں۔
قرآن پاک کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے، اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا طے کر کے یا معروف طریقے سے ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال و دولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو اور نہ اس سے غلو سے کام لو۔ (مصنف ابن أبی شیبہ: ۴۳۳/۲)
حضرت واقد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زادان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآن کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے وہ قیامت میں اس حال میں آئے گا کہ چہرے پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔

(مصنف ابن أبی شیبہ: ۱۷۱/۲)
اسی بناء پر حضرات صحابہ اور سلف صالحین نے تراویح میں قرأت قرآن پر اجرت

قبول نہیں کی ابو اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل نے رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھائی جب عید کا دن آیا تو ان کی خدمت میں عبید اللہ بن زیاد نے ایک جوڑا اور پانچ سو درہم پیش کئے تو آپ نے انھیں لوٹا دیا اور فرمایا کہ ہم قرآن پڑھنے پر اجرت نہیں لیا کرتے۔ (مصنف ابن أبی شیبہ:۲/۱۷۰)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمرو بن نعمان بن مقرن رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے کہ ان کی خدمت میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کئے لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (مصنف ابن أبی شیبہ:۲/۱۷۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہل فتویٰ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کئے ہوئے لین دین شرعاً جائز نہیں تمام معتبر فتاویٰ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ:۳۹۲، فتاویٰ مظاہر علوم:۱/۴۸، امداد الفتاویٰ: ۱/۴۸۱، کفایۃ المفتی:۳/۲۶۵، فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۲۴۶، جواہر الفقہ :۱/۳۸۲، فتاویٰ محمودیہ:۷/۱۷۱، احسن الفتاویٰ:۳/۵۱۴)

اسی طرح قرآن کی سماعت پر بھی اجرت مقرر کرنا درست نہیں ہے اس بارے میں حضرت تھانویؒ نے پہلے جواز کا فتویٰ دیا تھا بعد میں رجوع فرما لیا اور عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ (التذکیر والتہذیب:۲/۳۸۳، پر درج ہے، بحوالہ ایضاح المسائل:۲۷)

تراویح کی نماز رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعت دس سلاموں سے پڑھنا مرد و عورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

(درمختار:۲/۴۲۹، طحطاوی علی المراقی:۲۲۴)

تراویح کا وقت :

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر کے بعد تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔

(درمختار:۴۳۰/۲)

تراویح کی مسجد میں باجماعت ادائیگی سنت کفایہ ہے اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سارے اہل محلّہ گنہگار رہوں گے۔ (درمختار:۴۳۱/۲)

تراویح کی نیت :

نماز تراویح اور تمام سنن ونوافل اگرچہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہو جاتی ہے لیکن بہتر اور احوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کرکے نماز شروع کی جائے۔

(درمختار:۸۶/۲)

تراویح میں ختم قرآن کریم :

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے اس سے زائد مستحب ہے۔

(درمختار: ۴۳۳/۲)

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں :

ایک مسجد میں بیک وقت پہلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا یا پے در پے ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (خانیہ:۲۳۴/۱)

تراویح میں تنہا عورتوں کی جماعت :

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر امام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امام کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا امام کو اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔

(شامی زکریا:۲/۳۰۷،تحفۂ رمضان:۸٦)

تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم :

اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کرلیا تو در رکعت صحیح ہوگئیں اور تیسری باطل ہوگئی تیسری رکعت میں جو حصہ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں اور اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قاعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہوگئیں ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ (شامی:۲/۴۲۱)

اگر کسی کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئی تو کیا کرے:

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائے تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعت پوری کرے اور اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ اولاً وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی رکعت پڑھے۔

(درمختار:۲/۴۳۱)

تراویح کی قضا نہیں:

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔

(درمختار: ۲/۴۳۱)

سجدہ تلاوت کے بعد دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھنا:

بعض مرتبہ تراویح کے بعد دوران بے خیالی میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ امام آیت سجدہ پڑھ کر جب سجدۂ تلاوت کر کے کھڑا ہوتا ہے تو سورہ فاتحہ پڑھ کر آگے قرأت شروع کرتا ہے تو شرعاً اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (شامی: ۲/۳۲)

تراویح کے مصلیوں کے لئے اہم مشورہ:

تراویح پڑھانے پر اجرت لینے کے سلسلے میں کوئی جائز کہتا ہے تو کوئی ناجائز، کچھ لوگ حیلہ کے ذریعہ جواز کے قائل ہیں لیکن میرا مشورہ سبھی تراویح پڑھنے اور سننے والے حضرات کے لئے یہ ہے کہ حافظ صاحب کبھی طالب علم کی شکل میں ہوتے ہیں تو کبھی تاجر کی شکل میں تو کبھی ملازم یا مدرس کی شکل میں ہوتے ہیں بہر حال جس بھی صورت میں ہوں لیکن وہ حافظ صاحب ہر مصلی کے لئے معزز مہمان تو ہوتے ہی ہیں اور معزز مہمان کے لئے کوئی بھی آدمی چاہے کتنا غریب ہی کیوں نہ ہو اس کا اعزاز واکرام ہر آدمی اپنی حیثیت سے بڑھ کر خوب اچھا کھلاتا ہے اور بہترین ہدیہ وتحائف بھی دیتا ہے کیونکہ معزز مہمان کا اکرام ہدیہ وتحائف کے ذریعہ ہی کیا جاتا ہے کیونکہ

ہدیہ اور تحائف میں کپڑے اور پیسے جیسی چیز دیکر اکرام واعزاز کیا جاتا ہے۔

لہٰذا حافظ صاحب کا ہر مصلی اتنا اعزاز واکرام اپنے طور پر اس طرح کریں کہ ان کو تراویح کی اجرت طے کرنے یا حیلہ کرنے جیسی کوئی صورت پیش ہی نہ آئے اور وہ آپ کو مسنون طریقے سے بہترین انداز میں قرآن کریم مکمل کرائیں پھر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو دونوں جہان میں کس طرح ترقیات سے نوازتا ہے اور لوگوں کے اندر اپنے اولاد کو حافظ بنانے کا خوب شوق بھی پیدا ہوگا اور آپ کو خوب آسانی سے بہترین حفاظ کرام بھی دستیاب ہوں گے۔

سحری کی فضیلت واحکام

یہ اللہ کا کرم ہے اس ذات نے ہمیں جسمانی ضرورت کے پورا کرنے پر اجر وثواب عنایت فرماتے ہیں سحری بھی ہماری ان جسمانی ضروریات میں سے ایک ہے جس پر اللہ انعام واکرام اور برکات سے نوازتے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کیا کرو کیونکہ سحری کرنے میں یقیناً برکت ہے۔

(متفق علیہ)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سحری کرنے والوں پر اللہ رحمت نازل کرتے ہیں اور اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کرنے کی بڑی ترغیب دی ہے اس لئے سحری کا اہتمام ہونا چاہئے اس سے روزہ رکھنے میں قوت بھی رہتی ہے اگر دل بھی نہ چاہے تب بھی کچھ نہ کچھ کھالینا چاہئے بھلے پانی ہی پی لے تب بھی کافی ہے لیکن اگر کسی

نے نہار منہ ہی روزہ رکھ لیا تب بھی درست ہے۔

(صحیح البخاری:۱۹۲۳،مسند احمد:۱۱۰۸۶،مراقی الفلاح بہشتی زیور)

سحری بند کرنے کا آخری وقت کونسا ہے:

سحری بند کرنے آخری وقت کون سا ہے اس میں بہت سے لوگ لاعلمی کا شکار ہیں اوراس لاعلمی کا نتیجہ ہے کہ وہ زندگی بھر غلطی میں مبتلا رہتے ہیں اوران کواحساس بھی نہیں ہوتا کہ اس غلطی کی وجہ سے ان کے روزے درست ہی نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص روزے رکھتا ہے لیکن اس کی اپنی ہی غلطیوں کے نتیجے میں اس کے یہ روزے شریعت کے نگاہ میں درست نہ ہوں اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے وہ اس اہم مسئلہ سے بھی آگاہی حاصل کرے تاکہ وہ غلطی سے محفوظ ہوسکے آیئے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم اس مسئلے کوتفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ غلط فہمیوں اورشبہات کاازالہ ہوسکے۔

سحری کاوقت رات ہی ہے:

قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے جب تک رات ہے سحری کی جاسکتی ہے لیکن جیسے ہی رات ختم ہوجائے تو سحری کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہےاور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ صبح صادق ہوتے ہی رات ختم ہوجاتی ہے اوردن شروع ہوجاتا ہے اس بات کوقرآن وسنت اور دیگر شرعی دلائل کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سورۂ بقرہ آیت نمبر: ۱۸۷، میں اللہ پاک سحری وافطاری کے متعلق فرماتے ہیں

اور اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے ممتاز ہوکر تم پر واضح نہ ہو جائے اس کے بعد رات آنے تک روزے پورے کرو۔

(آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رات کو سیاہ دھاگے جبکہ صبح صادق کو سفید دھاگے سے تشبیہ دی ہے اور کھانے پینے کی آخری حد بھی بیان فرمادی ہے کہ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو جائے، جسکا واضح مطلب یہ ہے کہ کھانا پینا رات ہی کو درست ہے اور جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں اس آیت سے سحری کا آخری وقت بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے اور اس سے ایک اہم مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ سحری بند کرنے کا تعلق صبح صادق کے ساتھ ہے نہ کہ اذان کے ساتھ جس کا مطلب یہ ہے کہ اذان بھلے نہ ہوئی ہو لیکن صبح صادق ہو چکی ہو تو اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت میں رات کی تاریکی کو سیاہ خط اور صبح کی روشنی کو سفید خط کی مثال سے بتلا کر روزہ شروع ہونے اور کھانا پینا حرام ہو جانے کا صحیح وقت متعین فرمادیا اور اس میں افراط وتفریط کے احتمالات کو ختم کرنے کے لئے ''حتی یتبین'' کا لفظ بڑھا دیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نہ وہمی مزاج لوگوں کی طرح صبح صادق سے کچھ پہلے ہی کھانے پینے وغیرہ کو حرام سمجھو اور نہ ایسی بے فکری اختیار کرو کہ صبح کی روشنی کا یقین ہو جانے کے باوجود کھاتے پیتے رہو بلکہ کھانے پینے اور روزہ کے درمیان حدّ فاصل صبح صادق کا یقین ہے اس یقین سے پہلے کھانے پینے کو حرام سمجھنا درست نہیں اور یقین کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا بھی حرام اور روزے کے لئے مفسد ہے اگرچہ ایک ہی منٹ کے لئے ہو۔

سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو بعض صحابہ کے ایسے واقعات کو بعض کہنے والوں نے اس طرح بیان کیا کہ سحری کھاتے ہوئے صبح ہوگئی اور وہ بے پرواہی سے کھاتے رہے یہ اسی پر مبنی تھا کہ صبح کا یقین نہیں ہوا تھا اس لئے کہنے والوں کی جلد بازی سے متاثر نہیں ہوئے۔

(معارف القرآن)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ سیاہ دھاگے سے مراد رات کی تاریکی ہے جبکہ سفید دھاگے سے مراد دن کی روشنی ہے۔

(بخاری شریف، صحیح مسلم)

سحری وافطاری سے متعلق نہایت ہی قیمتی اور اہم مشورے:

بہترین صورت یہ ہے کہ سحر وافطار کے اوقات سے متعلق اپنے شہر کا کوئی مستند نقشہ اپنے پاس رکھا جائے پھر اسی نقشہ کا اعتبار کرتے ہوئے سحر وافطار کا اہتمام کیا جائے کہ نقشے میں جو صبح صادق کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے روزہ بند کرلیا جائے اور جو مغرب کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے ہرگز افطاری نہ کی جائے ان باتوں پر عمل کر کے غلطی سے حفاظت ہوسکتی ہے سحر وافطار کے اوقات معلوم کرنے کے لئے اپنے شہر کے کسی معتبر نقشے سے استفادہ کرنے کی کوشش کی جائے جس میں سحری وافطاری کے اوقات درج ہوں۔

فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم:

بعض حضرات فجر کی اذان کے دوران بھی کھاتے پیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ

جب تک اذان ختم نہ ہو جائے اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے یاد رہے کہ یہ کھلی ہوئی غلطی ہے کیونکہ اذان صبح صادق طلوع ہونے کے بعد ہوتی ہے جبکہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے اس لئے جو لوگ اذان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں وہ درحقیقت رات کے بجائے صبح کو سحری بند کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ اوپر تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے نہ کہ دن کو اس لئے ایسے حضرات جو اذان ہونے تک کھاتے پیتے رہتے ہیں ان کا روزہ ہرگز درست نہیں ہے۔

سحری بند کرنے میں فجر کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں ہے:

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ سحری بند کرنے میں اصل اعتبار اذان کا نہیں بلکہ صبح صادق کا ہے جب صبح صادق طلوع ہو جائے اس کے بعد جو حضرات کھاتے پیتے ہیں ان کا روزہ نہیں ہوتا اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو کیونکہ اذان تو صبح صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے اسی طرح بعض مساجد میں صبح صادق سے پہلے ہی فجر کی اذان دے دیتے ہیں ایسی صورت میں بھی اصل اعتبار صبح صادق کا ہی ہوگا اگرچہ اذان ہو چکی ہو لیکن چونکہ صبح صادق طلوع نہیں ہوا ہوتا ہے اس لئے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے سحری کھانا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ماہ رمضان کے فضائل واحکام)

روزہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتیوں کو نہیں دی گئیں:

(۱) ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔

(۲) ان کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں افطار کے وقت تک۔

(۳) جنت ہر دن ان کے لئے سجادی جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے۔

(۴) اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں۔

(۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے صحابہ نے پوچھا کہ کیا یہ شب قدر ہے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ دستور ہے کہ مزدور کی مزدوری کام ختم ہونے تک دے دی جاتی ہے۔ (مسند احمد: ۳۰/۸، حدیث ۷۹۰۴)

افطاری کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ اچھے حال میں رہیں گے۔ (بخاری ومسلم)

سورج غروب ہوتے ہی جلدی روزہ افطار کرنا سنت ہے اور افطار میں تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

مسائل روزہ

عوام کو چاہیئے کہ رمضان المبارک میں بالخصوص روزہ اور تراویح کے مسائل جاننے کے لئے اپنے قریبی علماء سے رابطہ رکھیں بسا اوقات کسی بات کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ وہ بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

کہ کسی بات کو معمولی سمجھتے ہوئے کر ڈالتے ہیں حالانکہ اس سے بہت بڑی نیکی ضائع ہو جاتی ہے اور گناہ گلے پڑ جاتا ہے بالخصوص روزہ کے مسائل میں غفلت برتی جاتی ہے اس لئے روزہ کے احکام ومسائل کو مستقل طور پر لکھ دیا جاتا ہے تاکہ رمضان المبارک کی اہم عبادت ضائع ہونے سے بچ جائے۔

(۱) رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر کوئی روزہ کی ندر مان لے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عیدین کے دن اور بقرعید کو تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۲) طلوع فجر سے لے کر سورج غروف ہونے تک روزے کی نیت سے کھانا اور پینا چھوڑ دیں اور خاوند بیوی ہمبستر بھی نہ ہوں شریعت میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔

(۳) زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سارا دن کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستر ہوا تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں تیرا روزہ کل رکھوں گا یا عربی میں ''بصوم غدنویت'' کہہ دے تو بہتر ہے کچھ حرج نہیں۔

(۴) اگر کسی نے دن بھر کچھ نہ کھایا نہ پیا یا صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے اور پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

(۵) شریعت میں روزہ صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس لئے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے بعض لوگ سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر

لیٹے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے یہ خیال غلط ہے جب تک صبح صادق نہ ہو کھا پی سکتے ہیں چاہے نیت کر چکے ہوں یا نہ کئے ہوں۔

(٦) رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

(٧) شعبان کی انتسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھیں اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر بادل ہوں اور چاند دکھائی نہ دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھیں بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کریں۔

(٨) انتسویں تاریخ کو بادل یا گرد کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھیں ہاں اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھنا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھیں۔

بعض چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتا:

(١) کلی کرنے، نہانے، خوشبو سونگھنے تیل یا سرما لگانے انجکشن یا ڈروپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (امداد الفتاویٰ، فتاویٰ رحیمیہ، مراقی الفلاح مع نور الایضاح)

(٢) روزہ کی حالت میں آنکھ یا کان میں دوا پانی وغیرہ ڈالنے یا خود بخود چلے

جانے کی صورت میں وہ حلق سے اتر جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ماہ رمضان کے فضائل واحکام)

(۳) روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔

(بہشتی زیور، امداد الفتاویٰ)

(۴) وضو اور غسل کے دوران پانی غلطی سے حلق سے اتر جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس صورت میں صرف قضا لازم ہوتی ہے کفارہ نہیں۔

(امدار الفتاویٰ، مراقی الفلاح مع نور الایضاح)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا :

(۱) اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے یا بھولے سے خاوند اپنی بیوی سے ہمبستر ہو جائے تو ان کا روزہ نہیں گیا اگر بھول کر پیٹ بھر کر بھی کھا پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۲) ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے ہوئے دیکھا اگر وہ اس قدر طاقتور ہے کہ روزے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے کھانے دیوے۔

(۳) تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے جتنا ہو۔

(۴) اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔

(۵) ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح

منھ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

(۶) خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

(۷) اگر زبان سے کچھ چکھ کر تھوک دیا تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو مکروہ ہے ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک وغیرہ درست نہ ہو تو غصہ ہوگا تو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

(۸) کسی چیز کو اپنے منھ سے چبا کر چھوٹے بچوں کو کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

(۹) مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے سوکھی مسواک ہو یا تازہ اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منھ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔ (ماخوذ رمضان المبارک فضائل ومسائل)

روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا لازم ہے/کفارہ نہیں:

(۱) کسی نے زبردستی روزہ دار کے منھ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق میں اتر گئی روزہ فاسد ہو گیا قضا واجب ہو جاتی ہے۔

(۲) روزہ یاد تھا کلی کرتے وقت بغیر ارادے کے پانی حلق میں اتر گیا۔

(۳) اپنے آپ ہی قئ آ گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قئ ہو یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قئ کی اور وہ منھ بھر کی تھی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود قئ کرنے سے بھی نہیں گیا۔

(۴) تھوڑی سی قئ آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً لوٹایا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۵) کسی کو قئ آ گئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔

(۶) دانتوں میں رہی ہوئی چیزوں کو زبان سے نکال کر نگل لیا جبکہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اگر منہ سے نکال کر پھر نگل گیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ روزہ ٹوٹ گیا۔

(۷) دانتوں میں سے نکلا ہوا خون نگل گیا جبکہ خون تھوک سے زیادہ ہو۔

(۸) بھول کر کچھ کھا پی لیا پھر یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کچھ کھا پی لیا۔

(۹) یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد کھایا پیا تھا یعنی صبح صادق ہو چکی تھی۔

(۱۰) ابر یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا۔

(۱۱) رمضان کے علاوہ اور دنوں میں کوئی روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا۔

(۱۲) عورت نے روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا پھر اسی دن حیض آ گیا یا بیمار ہو گئی یا بے ہوش ہو گئی۔

(۱۳) کسی عورت کو دیکھا اور سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور کھا پی لیا۔

(۱۴) عورت کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا چمٹ گیا انزال ہو گیا تو روزے کی قضا واجب ہے حالت اکراہ میں روزہ توڑنے سے محض قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

(۱۵) روزہ رکھنے کی صورت میں مرض کی شدت یا مدت مرض میں اضافے کا ظن غالب ہو تو توڑنا جائز ہے اور قضا واجب ہے۔

(۱۶) حلق کے اندر مکھی چمٹ گئی یا خود بخود دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو

روزہ نہیں گیا البتہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

(۱۷) لوبان (ایک قسم کی گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے) وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔

(۱۸) کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں۔

(۱۹) روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان المبارک میں روزہ توڑے رمضان کے علاوہ اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر اس روزہ کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

(۲۰) کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا۔

(۲۱) کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر جان بوجھ کر کچھ کھایا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

(ماخوذ رمضان المبارک فضائل ومسائل)

قضا وکفارہ دونوں واجب ہیں :

(۱) ایسی چیز جو دوا یا غذا کے طور پر استعمال کیجاتی ہے جان بوجھ کر کھا پی لی تو اس صورت میں قضا وکفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۲) جان بوجھ کر روزہ کی حالت میں جماع کرلیا۔

(۳) سرمہ لگایا اور سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

(۴) مسواک کیا اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

(۵) غیبت کی اور پھر سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

(۶) اگر کوئی مرد کسی عورت کو جماع پر مجبور کرے اور پیش قدمی مرد کی جانب سے ہوتو مرد پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں اور عورت پر صرف قضا لازم ہے، نیز ابتدا میں عورت راضی نہ ہو اور بعد میں راضی ہو جائے اس وقت بھی عورت پر صرف قضا ہو گی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(۷) عورت اگر کسی نابالغ بچے یا مجنون پاگل سے صحبت کرائے تو عورت پر کفارہ لازم ہے۔

(۸) عورت نے یہ جان کر کہ آج مجھ کو حیض آئے گا روزہ توڑ دیا پھر حیض نہیں آیا تو قضا و کفارہ لازم ہے۔

(۹) اگر ایسی چیز کھالی یا پی لی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہے۔

(۱۰) روزے کی حالت میں حقہ پینے یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہو تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہے۔

نوٹ : قضا کا مطلب یہ ہے کہ روزہ دوبارہ رکھے اور کفارے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا پھر لگاتار دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے ان دو ماہ کے دوران اگر درمیان میں کوئی روزہ چھوڑ دیا تو دوبارہ پھر سے شروع کرے البتہ

عورت حیض کے دنوں میں روزہ نہیں رکھے گی حیض ختم ہونے کے بعد پھر سے شروع کر دے گی اور حیض کی وجہ سے عورت کا تسلسل ختم نہیں ہوگا۔

(ماخوذ رمضان المبارک فضائل ومسائل)

جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے کا حکم:

جنابت کی حالت میں بھی روزہ رکھنا درست ہے اگر کسی شخص کو سحری کے وقت غسل کرنے کی حاجت ہو تو بہتر تو یہ ہے کہ غسل کر کے سحری کرے لیکن اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو منہ ہاتھ دھو کر سحری کر لے اور غسل بعد میں کر لے اگر چہ یہ غسل صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ (ردالمختار، مراقی الفلاح)

اعتکاف کے فضائل کا بیان

نفس اعتکاف ان فضائل میں سے ہے جو پچھلے انبیاء کرام کے زمانے سے چلی آرہی ہے اللہ پاک نے قرآن پاک میں اس کا ذکر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کے بعد طواف کرنے اعتکاف کرنے اور نماز ادا کرنے والوں کے لئے اسے پاک صاف رکھنے کا حکم دیا گویا طواف ونماز کی طرح اعتکاف بھی اللہ پاک کے قرب کا خاص ذریعہ ہے کہ باری تعالیٰ اپنے دو برگزیدہ پیغمبروں کو معتکفین کی خدمت اوران اعزاز میں مسجد حرام کی صفائی اور خدمت کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں، اور رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اوراس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے کہ جنھوں نے اعتکاف کی سنت کو چھوڑ رکھا ہے

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض امور کو انجام دیتے تھے اور ان کو ترک بھی کرتے تھے اور جب سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے لیکر وفات تک بلا ناغہ آپ اعتکاف کرتے رہے کبھی ترک نہیں کیا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایک سال اعتکاف نہ کر سکے تو آئندہ سال رمضان المبارک میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

(کمافی الحدیث)

نیز اعتکاف میں اللہ پاک کے گھر میں قیام کر کے تقرب باری تعالیٰ کا حصول ہے دنیا سے منھ موڑنا اور رحمت خداوندی کی طرف متوجہ ہونا اور مغفرت باری تعالیٰ کی حرص کرنا ہے اور معتکف کی مثال ایسے بیان فرمائی گئی ہے کہ گویا کوئی شخص کسی کے در پر پڑ جائے کہ جب تک مقصود حاصل نہیں ہوگا اس وقت تک نہیں لوٹوں گا معتکف اللہ کے در پر آ کر پڑتا ہے کہ جب تک رب کی رضا اور مغفرت کا پروانہ نہیں مل جاتا وہ نہیں جائے گا اور جب کوئی بندہ رب کریم کے در پر آئے اور رب کریم اسے خالی ہاتھ لوٹا دے تو یہ رب کریم کی شان رحمت سے بعید ہے ایسے میں اللہ کی رضا و مغفرت کی قوی امید بلکہ اس کے فضل سے یقین رکھنا چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۴۷/۳)

اعتکاف کے عظیم فوائد و منافع:

معتکف کو دنیا کی سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ جگہ پر دس دن گزارنے کا موقع ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے شہروں میں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ جگہ اللہ کے نزدیک مساجد ہیں۔ (مسلم:۶۷۱)

مسجد میں آنے والا اللہ کا مہمان ہوتا ہے لہٰذا معتکف کے لئے یہ کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ وہ دس دن تک اللہ کا مہمان ہوتا ہے؛ چنانچہ ارشاد نبوی ہے

مساجد زمین میں اللہ کے گھر ہیں اور اللہ نے اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ ان لوگوں کا اکرام کریں گے جو مساجد میں عبادت وغیرہ کے لئے آکر اللہ کی زیارت کریں۔

(شعب الایمان:۲۶۲۲)

نیز حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جائے تو وہ اللہ کا زائر یعنی زیارت کرنے والا مہمان ہے اور میزبان کا اخلاقی وشرعی حق بنتا ہے کہ وہ اپنے مہمان زائر کا اکرام کرے۔

(ابن ابی شیبہ: ۳۴۶۱۷)

اعتکاف مسنون میں بیٹھنے والے دس دن تک مسجدوں کو دن رات آباد کرنے والے ہیں حدیث کے مطابق مسجدوں کو آباد کرنے والے اہل اللہ یعنی اللہ والے ہیں۔ (شعب الایمان: ۲۶۸۴)

لہٰذا معتکف کو اعتکاف کی عظیم عبادت کی برکت سے اہل اللہ ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

نیز ایک حدیث قدسی میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ میں زمین والوں پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن جب میں اپنے گھروں (مساجد) کے آباد کرنے والوں کو میری خاطر محبت کرنے والوں کو اور سحر کے وقت میں استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو ان سے عذاب کو پھیر لیتا ہوں۔ (شعب الایمان: ۲۶۸۵)

پس ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے والوں کی برکت سے اللہ کا عذاب اور آفتِ سماویہ دور ہو جاتی ہے نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے بیشک شیطان انسان کا بھیڑیا (دشمن) ہے جیسے بکریوں کا دشمن بھیڑیا ہوتا ہے وہ موقع پاتے ہی الگ ہونے اور کنارے پر آنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے پس تم گھاٹیوں میں الگ ہو جانے سے بچو

اوراپنے اوپر جماعت کے ساتھ وابستگی کواور اکثریت کواور مسجد کولازم کرلو۔

(مسند احمد: ۲۲۰۲۹)

اعتکاف کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ معتکف دس دن تک اللہ کے ضمان میں ہوتا ہے اس لئے کہ وہ مسلسل دن رات مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور حدیث کے مطابق مساجد میں رہنے والے اللہ کے ضمان میں ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ہے چھ مجلسیں ایسی ہیں جن میں سے ہر مجلس میں مؤمن اللہ کے ضمان میں ہوتا ہے۔ (۱) اللہ کے راستہ میں (۲) جماعت سے نماز ہونے والی مسجد میں (۳) مریض کے پاس (۴) جنازے کے پیچھے جانے میں (۵) میت کے گھر میں (۶) امام عادل کے پاس (اس کی مدد ونصرت تعظیم کے لئے)۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار: ۱۴۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صبح یا شام (جس وقت بھی) مسجد جائے وہ اللہ کے ضمان میں آجاتا ہے۔ (ابن خزیمہ: ۱۴۹۵)

معتکف کواعتکاف کی برکت سے جوخوش قسمتی حاصل ہوتی ہے کہ وہ دس دن تک مسجد میں رہنے کی وجہ سے نماز میں ہوتا ہے یعنی اسے نماز کا ثواب جاصل ہوتا رہتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے گھر سے مسجد جانے والا اپنے نکلنے سے لیکر واپس لوٹنے تک نماز پڑھنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۹۷۴)

اس کے علاوہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن کا اعتکاف کریگا اللہ پاک اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کوآڑ بنادیں گے جس کی مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے نیز ایک حدیث میں حضرت حسن بن علیؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے تو اس کا یہ عمل دو حج اور دو عمرہ جیسا ہے۔ (شعب الایمان، باب الاعتکاف: ۴۳۶/۵، ح: ۳۶۸)

اعتکاف کی اہمیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پورے مہینہ کا اعتکاف بھی فرمایا ہے اور بیس روز کا بھی اور دس روز کا اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کیا کرتے تھے اور ایک سال رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ فرما سکے تو اگلے سال رمضان میں دس دن کے بجائے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ (سنن ترمذی)

اعتکاف کے روحانی فوائد:

اسلامی شریعت میں اس خاص کورس کو اعتکاف کہا جاتا ہے یہ روحانی رموز واسرار کا ایک ایسا عجیب وغریب کورس ہوتا ہے کہ معتکف خواہ وہ اللہ پاک کا کوئی خاص بندہ ہو عالم خطیب مفسر مفکر یا کوئی عام ان پڑھ ہو وہ شخص کہ جو اخلاص نیت سے گھر بار چھوڑ کر اللہ کو منانے کے لئے اس کے گھر کی دہلیز پر آن بیٹھا ہو بارگاہ خداوندی سے اعتکار کے روحانی فیوضات برکات اور عنایات سب کو ملتے ہیں اور اللہ ہی جانے کہ کس کو کس قدر ملتا ہے لیکن بندہ کی عاجزی اپنے آپ کو سب سے کم جاننا ہے اس کا احساس شرمندگی ناتوانی بے بسی اس کی فریاد التجائیں اور اللہ کی بارگاہ میں اس کی آہیں سسکیاں رقت اور اس کا پھوٹ پھوٹ کر رونا اس کو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی توفیق ضرور عطاء فرماتا

ہے کیونکہ معتکف یہ سب کچھ دنیا کی نظروں سے چھپ کر صرف اللہ کے لئے کرتا ہے اور پھر مالک کی مرضی کہ وہ اپنے اس خاص مزدور کو کتنی اجرت دے پھر انسان پر ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ حضور کی زیارت کے لئے اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے اور اللہ اسے خواب میں اپنے محبوب کا جلوہ بھی عطا فرما دیتا ہے ایک امتی کی معراج ہوتا ہے اعتکاف میں اللہ کے بندوں پر محویت کا ایک ایسا عالم طاری ہوتا ہے کہ بظاہر وہ عالم لوگوں کی طرح مسجد میں عبادات وظائف حیات کی تکمیل کرتے نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کا رابطہ اللہ سے قائم ہوتا ہے۔ (خطبات رمضان المبارک: ۱/۱۹۳)

اعتکاف کی حقیقت:

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ وقت کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں مقیم ہو جائے اس کے لئے وقت کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے جتنا وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرے گا نفلی اعتکاف ہو جائے گا البتہ رمضان میں جو اعتکاف مسنون ہے اس کے لئے دس روز کی مدت مقرر ہے اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اسی طرح اعتکاف واجب یعنی جس کی نذر مانی ہو وہ ایک دن ایک رات سے کم نہیں ہوسکتا۔ (بدائع)

معتکف کے لئے مستحب امور:

(۱) اعتکاف میں بیٹھنے والا لایعنی باتوں سے اپنے آپ کو بچائے۔

(۲) قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ حضرات انبیاء کرام کے پاکیزہ

حالات اور سلف صالحین کے واقعات وملفوظات کا مطالعہ کرے۔

(۴) اعتکاف کی حالت میں دینی واقعات فضائل ومسائل علماء کرام یا مستند کتب کی مدد سے سیکھنے پر خصوصی توجہ دے۔

(۵) اس کے علاوہ فرائض کے ساتھ ساتھ نفل نماز جیسے تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کی حتی الامکان پابندی رکھے۔

(۶) تمام اذکار مسنونہ پابندی سے پڑھے۔

(۷) درود شریف کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے۔

(۸) جہاں اپنے لئے دعاء کرے وہاں اپنے والدین اعزہ واحباب ملک وملت بلکہ پوری امت کے حق میں دعاء کرے۔

اعتکاف کے اقسام:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) سنت (۳) نفل۔

واجب اعتکاف جب واجب اعتکاف کی نذر اور منت مانی جائے تو اس کو واجب اعتکاف کہتے ہیں جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا۔ (احکام اعتکاف، ردالمحتار فتاوی محمودیہ اعتکاف کے فضائل)

نفلی اعتکاف اور اس کے فضائل:

(۱) اللہ پاک کا قرب اور ثواب حاصل کرنے کیلئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو نفلی اعتکاف کہتے ہیں خواہ جتنی دیر بھی ہو نفلی اعتکاف ایک مستقل عبادت ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ جب بھی مسجد جانا ہو تو نفلی اعتکاف کی نیت کرلیا

کرے جتنی دیر وہ مسجد میں ٹھہرا رہے گا اس کو اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا البتہ مسجد سے نکلنے کے ساتھ یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، مسائل اعتکاف از مفتی عبدالرؤف سکھروی، فتاوی محمودیہ، اعتکاف کے فضائل واحکام)

(۲) نفلی اعتکاف: نفلی اعتکاف کے لئے کوئی وقت یا مدت متعین نہیں بلکہ دن میں ہو رات میں ہو جب بھی چاہے جتنی بھی دیر چاہے یہ اعتکاف کیا جا سکتا ہے اسی طرح نفلی اعتکاف کے لئے روزہ بھی ضروری نہیں اس اعتکاف میں سنت اعتکاف کی طرح پابندیاں بھی لاگو نہیں ہوتیں۔ (اعتکاف کے فضائل مسائل اعتکاف)

(۳) یوں تو عام دنوں میں بھی نفلی اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے لیکن رمضان المبارک میں اس کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے اس لئے اس مبارک مہینہ میں اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ (اعتکاف کے فضائل واحکام سنت اعتکاف اور اس کے احکام)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کو سنت اعتکاف کہا جاتا ہے۔

(اعتکاف کے فضائل ردالمحتار، مسائل اعتکاف)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی شرعی حیثیت:

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے البتہ حضرات فقہاء نے اس کو سنت علی الکفایہ قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ویسے تو ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اس فضیلت اور ثواب کے کام کو سر انجام دے لیکن اگر کسی مسجد میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے تو سب کی جانب سے اعتکاف کی سنت ادا ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی بھی شخص اعتکاف کے لئے نہ بیٹھے تو سب پر سنت چھوڑنے کا وبال ہوگا اس لئے مساجد کی

انتظامیہ اور اہل محلّہ اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ مسجد میں کوئی نہ کوئی اعتکاف کرنے والا ضرور ہونا چاہئے۔

(صحیح البخاری: ٢٠٢٦، مع اعلاء السنن احکام اعتکاف، امداد الاحکام، ردالمحتار علی الدر المختار، مسائل اعتکاف فتاویٰ محمودیہ)

رمضان کا سنت اعتکاف کتنے دن کا ہوتا ہے:

رمضان کا سنت اعتکاف پورے آخری عشرہ یعنی کہ دس دن کا ہوتا ہے جو حضرات عشرہ سے کم کے اعتکاف کے لئے بیٹھنا چاہیں تو ان کا اعتکاف نفل کہلاتا ہے اور اس پر نفل اعتکاف ہی کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ (اعتکاف کے فضائل واحکام)

سنت اعتکاف کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے :

(١) رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف اکیس رمضان کی رات سے شروع ہوتا ہے اور جب عید کا چاند نظر آجائے تو یہ اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔

(فتاوی محمودیہ، احکام اعتکاف وفضائل)

(٢) اعتکاف کے لئے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بیس رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد آجائے تاکہ جب سورج غروب ہونے لگے تو یہ اعتکاف کی حالت میں ہو اور جب عید کا چاند نظر آجائے تو یہ اعتکاف ختم ہوجاتا ہے، اس کے بعد مسجد سے نکل سکتا ہے یاد رہے کہ جو شخص بیس رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھا بلکہ سورج غروب ہونے کے بعد بیٹھا تو اس کا یہ اعتکاف سنت نہیں کہلائے گا اب اگر اس کے باوجود بھی بیٹھنا چاہے تو اس کا

اعتکاف نفلی شمار ہوگا اوراس پر نفلی اعتکاف کے ہی احکام جاری ہوں گے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۹۷۴۱، مسائل اعتکاف وفضائل احکام)

اعتکاف کے لئے نیت کے احکام :

(۱) اعتکاف کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے کہ دل میں نیت کرے کہ میں اللہ کی رضا کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں دل میں نیت کافی ہے البتہ زبان سے بھی یہ الفاظ ادا کرنا درست ہے لیکن ضروری نہیں۔
(درمختار علی الردالمحتار، مسائل اعتکاف)

(۲) سنت اعتکاف کی نیت بیس رمضان المبارک کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کرنی ضروری ہے اس لئے جس شخص نے مسجد آنے کے بعد بھی نیت نہیں حتی کہ سورج غروب ہوگیا تو اب اس کے بعد اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔
(اعتکاف کے فضائل ومسائل اعتکاف)

اعتکاف کون سی جگہ درست ہے :

(۱) اعتکاف صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد ہی میں ہو یہی وجہ ہے کہ مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کرنا درست نہیں۔
(امدادالاحکام، درالمختار علی الدرالمختار، واعتکاف کے فضائل واحکام)

(۲) اعتکاف کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے پھر نبوی پھر مسجد اقصیٰ پھر اس کے بعد کسی بھی جامع مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے اور جامع مسجد میں اعتکاف کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے باہر جانا نہیں پڑتا ویسے تو

اعتکاف ہر اس مسجد میں بھی جائز ہے جس میں صرف پنج وقتہ نماز ادا کی جاتی ہو اور جمعہ نہ ہوتا ہو البتہ جس مسجد میں پانچ وقت کی نماز ادا نہیں کی جائے وہاں اعتکاف جائز تو ہے لیکن افضل نہیں۔

(سنن ابی داؤد: ۲۴۷۵، مصنف عبد الرزاق: ۸۰۰۹، احکام اعتکاف ردالمحتار ومسائل اعتکاف احسن الفتاویٰ)

معتکف کے لئے چادریں لگانے کا حکم:

(۱) معتکف اعتکاف کے لئے جس جگہ بیٹھنا چاہے وہاں اپنے اردگرد چادریں لگا سکتا ہے لیکن اگر کوئی چادر لگائے بغیر بھی اعتکاف کے لئے بیٹھ جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (اعتکاف کے فضائل واحکام)

(۲) معتکف نے اپنے لئے جو جگہ مخصوص کی ہو تو اگر وہ اس سے ہٹ کر مسجد کی شرعی حدود میں کسی اور جگہ آرام کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(اعتکاف کے فضائل واحکام، فتاویٰ محمودیہ)

سنت اعتکاف کے لئے روزے کی شرط:

سنت اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے روزے کے بغیر اعتکاف درست نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اگر اعتکاف کے دوران معتکف نے کسی بھی وجہ سے روزہ نہیں رکھا یا اس کا روزہ کسی بھی وجہ سے ٹوٹ گیا تو اس کا اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔

(سنن ابی داؤد: ۲۴۷۵، فتاویٰ عثمانی)

کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا:

(۱) معتکف جب وضو یا قضائے حاجت کے لئے مسجد سے نکلے تو آتے جاتے چلتے چلتے تو کسی کے ساتھ بات چیت دعا سلام کر سکتا ہے لیکن اگر وہ ان کاموں کے لئے تھوڑی دیر بھی ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(سنن ابی داؤد: ۲۴۷۴، امداد الاحکام، فتاویٰ محمودیہ، فضائل اعتکاف)

(۲) معتکف کو ہر نماز کے لئے خواہ فرض ہو یا واجب ہو سنت ہو یا نفل ہو قضا نماز ہو یا تلاوت کرنی ہو یا سجدہ تلاوت ادا کرنا ہو ان سب کے لئے جس وقت بھی چاہے وضو کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے اگر مسجد میں وضو کا انتظام نہ ہو البتہ اگر معتکف پہلے سے باوضو ہو تو اسے دوبارہ وضو کرنے کے لئے مسجد سے نکلنا درست نہیں لیکن اگر عین مسجد ہی میں وضو کا انتظام ہو تو باوضو ہوتے ہوئے بھی دوبارہ وضو کر سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ و مسائل اعتکاف، فضائل اعتکاف)

(۳) معتکف جو وضو کے لئے جائے تو وضو کے دوران مسواک اور توتھ پیسٹ بھی استعمال کر سکتا ہے صابن بھی استعمال کر سکتا ہے لیکن کوشش کرنا چاہئے کہ ان اضافی کاموں میں وقت زیادہ خرچ نہ ہو۔

(احسن الفتاویٰ احکام اعتکاف و فضائل)

(۴) معتکف کو کھانے پینے کی ضرورت ہو اور کوئی لانے والا نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ خود جا کر بھی لا سکتا ہے۔ (اعتکاف کے فضائل و احکام، ردالمحتار، فتاویٰ محمودیہ)

(۵) اگر معتکف صفائی یا ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا چاہے تو اس کے لئے مسجد ہی میں انتظام کر لے کہ پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے جیسے کسی ایسے ٹب یا بڑے برتن کا

انتظام کرلیا جائے جس میں مناسب پردے کے ساتھ غسل کیا جاسکتا ہے۔

(احکام اعتکاف وفضائل ردالمحتار علی الدر المختار، فتاویٰ محمودیہ)

دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں کسی مناسب جگہ عارضی غسل خانہ بنایا جائے جو صرف غسل کے لئے ہو اور اس کا پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے عارضی غسل خانہ بنوانے کے لئے مستند اہل علم سے مشورہ کیا جائے اگر مسجد میں ایسا کوئی انتظام نہ ہوسکتا ہو اور معتکف کو گرمی یا کسی اور وجہ سے نہانے کی شدید حاجت ہو رہی ہو تو ایسی شدید مجبوری میں بعض اہل علم نے اتنی اجازت دی ہے کہ جب قضائے حاجت کے لئے جائے تو ساتھ میں جلدی سے غسل بھی کرتا آئے اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا البتہ کوشش یہ ہو کہ اس اجازت پر شدید مجبوری میں ہی عمل کیا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم زکریا، فتاویٰ محمودیہ، آپ کے مسائل اور ان کا حل)

(۶) معتکف کو پیشاب کے قطرے کا مرض ہو جس کی وجہ سے اس کو استنجاء کی ضرورت ہو تو وہ استنجا کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔

(مسائل اعتکاف وفضائل اعتکاف)

(۷) اعتکاف کی حالت میں صرف غسل جنابت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے اس کے علاوہ جو غسل صفائی یا ٹھنڈک کے لئے ہو یا جمعہ کا مسنون غسل ہو تو اس کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں کیونکہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(اعتکاف کے فضائل واحکام، فتاویٰ عثمانی، امداد الاحکام)

(۸) اگر کوئی مؤذن اعتکاف کے لئے بیٹھا ہو اور اذان کی جگہ مسجد کی شرعی حدود سے باہر ہو تو اذان دینے کے لئے مسجد کی شرعی حدود سے باہر نکلنا جائز ہے مگر اذان کے بعد فوراً مسجد لوٹ آئے اسی طرح اگر کوئی شخص باقاعدہ مؤذن تو نہیں لیکن

کسی وقت اذان دینے کے لئے اسے مسجد کی شرعی حدود سے باہر نکلنا پڑے تو اذان کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے۔ (ردالمختار علی الدرالمختار و مسائل اعتکاف)

(۹) کوئی شخص جمعہ کے لئے کسی جامع مسجد گیا اور پھر واپس نہ آیا بلکہ وہیں اعتکاف کے لئے ٹھہر گیا تو اعتکاف صحیح ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں۔

(حاشیہ الطحاوی علی المراقی)

(۱۰) معتکف ایک منٹ کے لئے بھی بلا ضرورت شرعیہ طبعیہ اعتکاف گاہ سے باہر نکلے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

(مسائل اعتکاف: ۲۱، بحوالہ عالمگیری: ۲۱۲/۱)

(۱۱) معتکف بھول گیا اسے خیال ہی نہ رہا کہ میں اعتکاف میں ہوں اور مسجد سے باہر آ گیا خواہ فوراً اعتکاف یاد آ گیا یا کچھ دیر بعد تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ گنہگار نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف: ۲۴، بحوالہ قاضی خان)

(۱۲) کوئی شخص احاطۂ مسجد کے کسی حصہ میں مسجد کا حصہ سمجھ کر چلا گیا حالانکہ درحقیقت وہ حصہ مسجد میں شامل نہ تھا تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

(احکام اعتکاف: ۴۵)

(۱۳) جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ مسجد سے خارج ہوگی تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا جنازہ کی نماز کے لئے نکلنا حاجتِ شرعیہ میں داخل نہیں ہے۔

(ملخص فتاویٰ رحیمیہ: ۲۷۷/۷)

(۱۴) اگر معتکف کسی طبعی ضرورت یعنی پیشاب پاخانہ کے لئے باہر چلا جائے اور اس کو یہ اندازہ ہو جائے کہ مجھے اپنی اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہیں ملے گی اور راستہ میں کوئی مسجد ہے جس میں جماعت ہو رہی ہے یا جماعت تیار ہے تو ایسی صورت

میں راستے کی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں چلے جانا جائز ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ شامی: ۲/۴۴۵)

(۱۵) اسی طرح معتکف کے لئے میت کو غسل دینے کے لئے نکلنا شرعی وطبعی حاجت میں داخل نہیں لہٰذا اگر میت کو غسل دینے کے لئے مسجد سے باہر نکلا تو معتکف کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا البتہ اگر کوئی شخص اس کے سوا غسل دینے والا نہ ہوتو گنہگار نہ ہوگا بلکہ اعتکاف توڑ کر مسجد سے نکلنا اور میت کو غسل دینا واجب ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۲۸۲)

(۱۶) اسی طرح معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر چلا جائے پھر جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کوئی عبادت ادا کرلے تو یہ جائز ہے مثلاً راستے میں کوئی بیمار مل گیا چلتے چلتے راستے سے ہٹے بغیر اس کی بیمار پرسی کرلی یا نماز جنازہ تیار تھی راستے سے ہٹے بغیر اس میں شامل ہوگیا اور نماز کے فوراً بعد چل دیا ذرا سا بھی نہیں رکا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ امور عبادت ہیں۔ (مسائل اعتکاف: ۲۹، بحوالہ احکام اعتکاف)

(۱۷) اسی طرح اگر معتکف خاص کر مریض کی عیادت کے لئے نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر جائے تو یہ ناجائز ہے لیکن اگر حاجت طبعیہ کے لئے باہر جائے اور راستہ میں کوئی بیمار ہوتو بغیر رکے چلتے چلتے عیادت کرلیا تو معتکف کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(ردالمحتار: ۲/۴۴۵)

(نوٹ) عیادت مریض کو مذکورہ بالا اجازت اس شرط سے مقید ہے کہ اس کے لئے ٹھہرے نہیں بلکہ چلتے چلتے حال دریافت کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو اگر حاجت طبعیہ یا شرعیہ میں سے کوئی ضرورت پیش آتی تو باہر جاتے اور فراغت کے بعد راستے میں

کوئی مریض مل جاتا تو آپ بغیر ٹھہرے عیادت کر لیتے تھے۔

(ابوداؤد شریف: ۳۳۵)

(۱۸) اسی طرح اگر معتکف کسی عذر سے باہر نکلا اور ضرورت سے زیادہ ٹھہرا جیسے پاخانہ کے لئے گیا اور پاخانہ سے فارغ ہو کر بھی گھر میں کچھ دیر ٹھہرا رہا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (تعلیم الاسلام)

(۱۹) حالت اعتکاف میں بیوی سے صحبت کرنے سے بھی اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ (تعلیم الاسلام)

(۲۰) اسی طرح اعتکاف کی حالت میں اگر معتکف غیر ضروری چیزیں خریدنے کے واسطے سے مسجد سے نکلا مثلاً عید کے لئے کپڑے یا مٹھائی وغیرہ تو ان چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (مسائل رمضان واعتکاف: ۲۲)

(۲۱) اسی طرح معتکف کے لئے حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر حقّہ، بیڑی، سگریٹ پینا جائز نہیں دوران اعتکاف ان چیزوں سے پرہیز کرنے جس طرح روزے کی بنا پر دن میں ان چیزوں سے احتیاط کیا رات میں بھی احتیاط کرے ہمت کرنے سے اللہ توفیق دے ہی دیتے ہیں لیکن اگر کسی کو انتہائی شدید تقاضہ ہو اور کسی طرح برداشت کئے بغیر برداشت نہ ہوتا ہو تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب پیشاب پاخانہ کے لئے مسجد سے باہر جائے تو راستہ میں اور بیت الخلاء میں پی لے اور پھر کوئی ایسی چیز کھالے کہ منہ کی بدبو بالکل دور ہو جائے۔ (مسائل اعتکاف: ۱۹)

(۲۲) اسی طرح معتکف کا حالت اعتکاف میں بیوی سے پیار و محبت کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۲۱۵، محمودیہ: ۱۰/۲۵)

(۲۳) اسی طرح بعض وہ باتیں جو ہر حال میں حرام ہیں لیکن حالت اعتکاف

میں اور بھی سختی آتی ہے مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا، اور لڑانا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی مسلمان کو ناحق ایزاء پہنچانا، کسی کا عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریا کاری وغیرہ کرنا ان سے اور اس قسم کی باتوں سے خوب احتیاط کریں۔ (مسائل اعتکاف:۱۹، بحوالہ شامی:۴۴۹/۲)

نوٹ: البتہ مذکورہ باتوں سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

(۲۴) اسی طرح معتکف کو حالت اعتکاف میں ایسی کتابیں اور رسالے جن میں بیکار جھوٹے قصے کہانیاں ہوں دہریت کے مضامین ہوں اسلام کے خلاف تحریرات ہوں فحش لٹریچر ہوں اسی طرح اخبارات کی جھوٹی خبریں پڑھنا سننا، اس لئے کہ ایسے اخبارات عموماً تصویر سے خالی نہیں ہوتے اور جانداروں کے فوٹو کو مسجد میں لانا جائز نہیں اس لئے ان سب باتوں سے معتکف کو بچنا چاہئے۔

(اعتکاف کے فضائل ومسائل:۲۰)

(۲۵) اسی طرح معتکف حوض یا نل پر دوسروں سے باتیں کرنے لگے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی:۱۳۲/۲، آداب اعتکاف:۶۷)

(۲۶) معتکف وضو کرنے کے بعد مسجد کی شرعی حد کے باہر حوض یا نل پر کھڑے رومال وغیرہ سے وضو کا پانی سکھائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اسی طرح وضو سے پہلے بلا قصد وضو بغیر وضو کے ارادے نیت کے وضو خانہ پر بیٹھ کر صابون سے ہاتھ منھ دھوئے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (مسائل اعتکاف:۴۵ و۵۰)

نوٹ: معلوم ہوا کہ کھڑے کھڑے رومال وغیرہ سے پانی سکھانا شرعی عذر میں سے نہیں ہے اس لئے چلتے چلتے یا مسجد کی شرعی حد میں آکر ہاتھ منھ پوچھنا چاہئے اسی طرح پہلے وضو کی نیت یا ارادہ کرے پھر صابن سے ہاتھ منھ دھوئے۔

(۲۷) اگر معتکف کھانے کے پہلے یا کھانے کے بعد مسجد کی شرعی حد کے باہر حوض یا نل پر ہاتھ دھونے جائے گا یا صرف مسواک کرنے دانت صاف کرنے جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (حسن الفتاویٰ:۴/۵۰۱)

(۲۸) کوئی شخص احاطۂ مسجد کو مسجد سمجھ کر اس میں چلا گیا حالانکہ وہ حصہ مسجد میں شامل نہ تھا تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔ (احکام اعتکاف:۴۵)

(۲۹) معتکف کا مسجد سے بلا ضرورت طبعی یا شرعی خواہ جان کر نکلے یا بھول کر ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(احکام اعتکاف:۴۴ ، ۴۵، بحوالہ عالمگیری:۱/۲۱۲)

(۳۰) معتکف اگر رائے شماری میں ووٹ دینے گیا تو اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۰/۲۸۲)

(۳۱) معتکف اگر حالت اعتکاف میں ہمبستری کرلے خواہ دن میں ہو یا رات میں بھول کر ہو یا جان کر انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(مسائل اعتکاف:۲۴،بحوالہ قاضی خان)

(۳۲) اسی طرح اگر معتکف حالت اعتکاف میں سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہو تو معتکف اس حالت میں گھر جا سکتا ہے گھر چلے جانے سے اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا لیکن گنہگار نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف:۲۳)

(۳۳) معتکف کو اپنی جان یا مال کا قوی خطرہ ہو یا گھر میں کسی کی جان یا مال وآبرو میں واقعی خطرہ ہو جائے جس کے دفع کرنے پر بحالت اعتکاف قادر نہ تو ایسی صورت میں گھر چلا جائے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(مسائل اعتکاف:۲۳)

(۳۴) اسی طرح اگر معتکف کا روزہ کسی وجہ سے فاسد ہو گیا یا کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا خواہ بوجہ عذر ہو یا بلا کسی عذر کے ہو کیونکہ اعتکاف واجب یا مسنون کی بقاء کے لئے روزہ شرط ہے، اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ یہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر کے جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے توڑا ہو ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزہ کے منافی تھا مثلاً صبح صادق طلوع ہونے بعد کھاتے رہے یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے یا روزہ یاد ہونے کے باوجود کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق میں پانی چلا گیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اعتکاف بھی ٹوٹ گیا لیکن اگر روزہ ہی یاد نہ رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی فاسد نہ ہوا۔

(احکام اعتکاف ۴۶، بحوالہ درمختار وشامی: ۱۳۶/۲)

(۳۵) معتکف نے اگر حالت اعتکاف میں کسی کی شادی میں شرکت کیا تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۱/۱۰)

(۳۶) معتکف سیاسی آدمی ہے اور میٹنگ میں کلام کرنا ہے اور اس کا وہاں جانا ضروری ہے ایسی صورت میں اگر معتکف مسجد سے میٹنگ کے لئے نکل گیا تو اعتکاف ختم ہو گیا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۲/۱۰)

(۳۷) معتکف اگر ایک مسجد سے دوسری مسجد میں قرآن سنانے کے لئے گیا تو اعتکاف جاتا رہا۔ (مجموعہ رسائل بحوالہ عالمگیری: ۳۵/۴)

(۳۸) اسی طرح معتکف دوائی لینے کے لئے باہر چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ

جائے گا اگر ضرورت ہو تو دوائی کسی دوسرے آدمی سے منگوانی چاہیئے اور اگر ڈاکٹر کو دکھانا ہو تو مسجد میں بلالے۔ (مسائل اعتکاف:۲۶)

نوٹ : دوا کے لئے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اس روزہ کی قضا لازم ہے البتہ سخت مجبوری کی صورت میں نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا اعتکاف بہر حال فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ: ۵۱۸/۴)

(۳۹) اسی طرح معتکف کا کھانا لانے کے لئے کوئی ہے لیکن نخرہ بہت کرتا ہے تو ایسی صورت میں معتکف خود جا کر کھانا لاسکتا ہے اسی طرح کھانا لانے کی اجرت بہت زیادہ مانگے تب بھی معتکف کا اپنے گھر سے کھانا لانا جائز ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ الروح الجوار)

معتکف کے لئے مکروہ امور:

جو باتیں اعتکاف سے باہر حرام یا مکروہ ہیں جیسے گالی گلوچ فضول گفتگو، غیبت وعیب جوئی، ریاکاری، کسی بدبودار چیز کا استعمال، روزہ کی حالت میں اور پھر خصوصاً دوران اعتکاف ان کی حرمت اور کراہت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے البتہ ان چیزوں سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (فی الہندیہ ولا یفسد الاعتکاف سباب ولا جدال:۲۱۳/۱)

(۱) معتکف کا بالکل خاموش رہنا اور خاموش رہنے کو اپنے لئے عبادت سمجھنا۔

(۲) مسجد میں سامان لاکر بیچنا خریدنا۔

(۳) لڑائی جھگڑا گالی گلوچ اور بے ہودہ باتیں کرنا۔

(تعلیم الاسلام:۱۷۱، مفتی کفایت اللہ دہلوی)

(۴) طبیب معتکف کا مریض کو نسخہ لکھنا، یہ بات جاننا چاہیئے کہ مسجد دنیاوی

باتوں یا کاروباری معلومات کے لئے نہیں بنائی گئی نہ مطب کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے یہ سب چیزیں مسجد میں مکروہ ہیں مگر ان سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضرورت کے موقع پر کوئی دوسرا آدمی کام کرنے والا نہیں مثلاً دوکاندار مسجد میں نماز کے لئے آیا اس سے معتکف نے کہہ دیا کہ فلاں چیز اپنی دوکان سے ہمارے مکان پر بھجوا دو تو اس کی اجازت ہے اسی طرح کوئی مریض اتفاق سے آیا اس کو حکیم صاحب نے دوا تجویز کر دی جو ان کے مطب سے مل گئی تو مضائقہ نہیں مگر مستقل یہ مشغلہ وہاں اختیار نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۳/۱۰)

(۵) معتکف کو مسجد میں اجرت لے کر کام کرنا حالت اعتکاف میں جائز نہیں خواہ مذہبی تعلیم دیتا ہو یا دین دنیا کا کوئی اور کام ہو۔ (علم الفقہ: ۴۶۶/۳)

(۶) اسی طرح اگر مسجد کا امام مسجد میں پہلے ہی سے بچوں کو پڑھاتا ہو اور پڑھانے کی تنخواہ لیتا ہے اور وہ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کی حالت میں بچوں کو تعلیم دیتا ہو تو کیا تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے مدرسہ سے رخصت لے لی جائے اگر رخصت نہ ملے تو مجبوراً پڑھا سکتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۲۷۸/۷، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

(۷) اسی طرح معتکف کا حالت اعتکاف میں بیوی سے بغل گیر ہونا بوسہ لینا، شہوت سے چھونا بیوی کے بدن وغیرہ کو یہ سب ناجائز ہے خواہ محض دلداری کی خاطر ہو بلاشہوت ہو لیکن اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر انزال ہو گیا تو اعتکاف بھی فاسد ہو گیا۔ (ملخص فتاویٰ رحیمیہ: ۲۱۵/۷، محمودیہ: ۲۵/۱۰)

(۸) معتکف کا بلا ضرورت کسی شخص کو مباح باتیں کرنے کے لئے بلانا اور باتیں کرنا مکروہ ہے اور خاص کر اسی غرض سے محفل جمانا ناجائز ہے لہٰذا ایسا کرنے سے

بچنا چاہئے۔ (مسائل اعتکاف: ۲۰، بحوالہ شامی: ۲/۴۵۰)

(۹) معتکف کے لئے اعتکاف کی حالت میں تنخواہ لے کر تعلیم دینا بچوں کو پڑھانا مکروہ ہے اور بغیر اجرت کے اللہ کی رضا کے لئے تعلیم جائز اور ثواب کا کام ہے البتہ اگر معلم اعتکاف میں بیٹھا ہو اور اس کا گزارا صرف تعلیم پر ہی ہوتا ہو اس کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے یا وہ مدرسے کا تنخواہ دار ملازم ہے اور اسے وہاں سے چھٹی نہیں مل رہی یا کوئی اور مجبوری ہے ایسے شخص کے لئے اعتکاف کی حالت میں تنخواہ لے کر تعلیم دینے کی گنجائش ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ۵/۳۲۱)

(۱۰) معتکف کو ضرورت کے بقدر مسجد میں ٹہلنے کی اجازت ہے جبکہ ٹہلنے کا طرز مسجد کے احترام کے خلاف نہ ہو ورنہ مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۱۸۲)

شب قدر کی حقیقت وفضیلت:

شب قدر کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی فضیلت کے بارے میں قرآن کریم میں ایک پوری سورت نازل فرمائی، وہ سورۃ القدر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ (بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے، اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں، وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔ (تفسیر عثمانی)

حدیث شریف میں بہت سارے فضائل کے ساتھ وارد ہوئے ہیں جس میں اہم فضیلت یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے علاوہ کسی اور نبی کے امتی کو یہ رات نہیں دی گئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

میری امت کو شب قدر عطاء فرمائی ہے اور یہ ان سے پہلے کسی بھی امت کے لوگوں کو عطاء نہیں فرمائی۔ (کنز العمال: ۲۴۰۴)

حضرت کعب بن احبارؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کی کچھ ساعتوں کو منتخب کر کے ان میں سے فرض نمازیں بنائیں اور دنوں کو منتخب کر کے ان میں سے جمعہ بنایا، مہینوں کو منتخب کر کے ان میں سے رمضان المبارک کا مہینہ بنایا، راتوں کو منتخب کر کے ان میں سے شب قدر بنائی اور جگہوں کو منتخب کر کے ان میں سے مساجد بنائی۔

(شعب الایمان: ۳۳۶۳)

شبِ قدر کے حصول کا طریقہ:

شب قدر چونکہ ایک عظیم الشان اور بابرکت رات ہے اس لئے مفت میں بیٹھے بیٹھے ہر کس وناکس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی بلکہ اس کے حصول کے لئے طلب جستجو اور کچھ نہ کچھ محنت وکوشش کرنی پڑتی ہے تب جا کر کہیں اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے یہ مبارک رات نصیب کرتے ہیں، اس کے حصول کے لئے چند ترکیب قابل ذکر ہیں:

ہر چھوٹے بڑے گناہوں سے مکمل اجتناب کریں خاص طور پر حقوق العباد وشراب نوشی، سود، والدین سے بدسلوکی، قطع رحمی اور کینہ بغض وحسد جیسے گناہوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کریں۔

اسی طرح سے جیسے انسان ہر چیز کی طلب کے لئے اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعائیں کرتا ہے تو اس حصول کے لئے بھی خوب خوب دعائیں کریں اور کیونکہ صدق دل سے مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ کبھی محروم نہیں کرتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری

دعائیں قبول کروں گا۔ (آسان ترجمہ قرآن)

شبِ قدر کی مخصوص طاق راتیں:

شبِ قدر کی تلاش میں اگر طلب صادق ہو تو اس تک رسائی کوئی مشکل نہیں ہے بلکہ دیکھا جائے تو شب قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے مطابق اس کو تلاش کرنا اس قدر سہولت اور آسانی کا معاملہ کیا گیا ہے کہ اس عظیم رات کا مہینہ یعنی رمضان المبارک اور اس کا عشرہ یعنی آخری دس دن اور عشرہ کی بھی مخصوص طاق راتیں واضح طور پر بتا دی گئی ہیں، گویا دوسرے الفاظ میں یہ کہا جائے کہ آخری عشرہ کی صرف پانچ راتیں یعنی ۲۱/۲۳/۲۵/۲۷/۲۹ کی راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنا چاہیئے، ان راتوں میں خواب غفلت سے دور ہو کر ہر طرح کی عبادت کے لئے کمر کس لینا چاہیئے، ان شاء اللہ شب قدر ضرور نصیب ہوگی۔

سنت اعتکاف کے ذریعہ شبِ قدر کی تلاش:

اسی طرح سے ایک اور آسان طریقہ یہ ہے کہ شب قدر کے حصول کے لئے آخری عشرہ کے مسنون اعتکاف کا اہتمام کریں ان شاء اللہ اس کی برکت سے شب قدر نصیب ہو سکتی ہے کیونکہ چوبیس گھنٹہ اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کرنے کا موقع ملتا ہے، عبادت کا ماحول ہوتا ہے، راتوں کو جاگنا آسان سے آسان تر ہوتا ہے اور نہ بھی ہو تو معتکف کا سونا بھی عبادت ہے اور معتکف اللہ کا مہمان ہوتا ہے تو وہ شب قدر سے بھلا کیسے محروم رہ سکتا ہے۔

ستائیسویں شب کا اہتمام:

اسی طرح آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ستائیسویں شب میں سب سے زیادہ شبِ قدر کے ہونے کا احتمال ہوتا ہے، بلکہ مشہور اور جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ تو قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ ستائیسویں شب ہی شبِ قدر ہے۔ (مسلم شریف:۷٦۲)

اس لئے ستائیسویں شب کو بطور خاص عبادت کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ستائیسویں شب کو ہی عبادت پر اکتفاء کرلیا جائے، جیسا آج کل ہمارے معاشرہ میں رائج ہے کہ لوگ صرف ستائیسویں شب میں ہی عبادت کرتے ہیں۔

جماعت کا اہتمام:

اسی طرح سے باجماعت نماز کا اہتمام تو خوب خوب کرنا چاہیے اور ہر آدمی کو تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہر نماز کا اہتمام کرنا چاہیے اور باجماعت نماز کی برکت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر حال میں قبول ہوتی ہے دوسرے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ اداء کی اس نے گویا آدھی رات (عبادت کے لئے) قیام کیا اور جس نے صبح (فجر) کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا پوری رات قیام کیا) اسی طرح مغرب کی نماز کا باجماعت پڑھنے کا تذکرہ ہے اس لئے احادیث کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ قدر کے حصول کے لئے اگر کوئی تھوڑی سی بھی محنت ومشقت کرنے کی اور جاگنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو کم از کم اس رات میں

آنے والی تینوں نمازیں یعنی مغرب، عشاء اور فجر کی نماز باجماعت کا ہی اہتمام کرلے تو ان شاء اللہ شبِ قدر سے محروم نہ رہے گا۔

شبِ قدر سے محروم چار افراد:

کچھ ایسے بدنصیب لوگ ہیں جو اپنے گناہوں کی پاداش میں شبِ قدر جیسی عظیم اور بابرکت رات کی فضیلتوں کے حصول سے اور بالخصوص سب سے اہم چیز مغفرت خداوندی سے محروم رہ جاتے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟ حدیث میں ان کی نشاندہی کرکے ان کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ شب قدر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے زمین پر اترتے ہیں اور ساری رات عبادت میں مشغول لوگوں سے سلام ومصافحہ کرکے ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہوئے رات گزار کر صبح جب واپسی کا وقت ہوتا ہے تو فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے مؤمنوں کے ساتھ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے بارے کیا معاملہ کیا؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں: (اللہ تعالیٰ نے اس شب قدر میں ایمان والوں پر نظر رحمت فرمائی اور چار افراد کے علاوہ سب کے ساتھ درگذر اور مغفرت کا معاملہ فرمایا۔

یہ سن کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوال کیا کہ (مغفرت سے محروم رہ جانے والے) وہ کون سے چار افراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شراب کا عادی مجرم، والدین کا نافرمان، رشتہ قطع کرنے والا، اور کینہ پرور (یعنی دل میں دشمنی پالنے والا)۔ (شعب الایمان: ۳۴۲۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس طرح کے سبھی گناہوں سے بچنے اور بچانے والا بنائے جو

شب قدر جیسی عظیم نعمت سے محرومی کا سبب ہو، آمین۔

شب قدر کو کیسے گذارا جائے؟

شب قدر ہو یا کوئی مبارک رات اس میں حسب استطاعت جس قدر ہو سکے عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے، اس کے لئے عبادت کا کوئی مخصوص اور متعین طریقہ احادیث وروایات سے ثابت نہیں ہے تاہم بغیر کسی تعیین وتخصیص کے ہر طرح کی عبادات میں مشغول رہے۔

شب قدر کی پانچوں راتوں میں ممکن ہو تو رات بھر بیدار رہے اور انھیں مختلف قسم کی عبادات میں بسر کرے نوافل اور ذکر وتلاوت قرآن کریم کے علاوہ دعاء کی کثرت کرے، شب قدر کی راتوں میں یہ دعاء بھی اہتمام وتوجہ سے پڑھے۔

﴿اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ﴾

ترجمہ: اللہ بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں معافی کو پسند کرتے ہیں پس مجھے معاف کردیجئے۔

(ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

مسائل صدقۃ الفطر

صدقۂ فطر رمضان المبارک میں روزہ داروں کے روزہ کی زکاۃ ہے؛ کیونکہ روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے غلط اور فحش باتوں سے بچنے کا لیکن کچھ نا کچھ روزے کے دوران کوتاہی ہو ہی جاتی ہے کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا آسان ہوتا ہے لیکن لغو کام فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے آدمی مکمل نہیں بچ سکتا اس

لئے ان کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت نے رمضان المبارک کے آخر میں صدقۃ الفطر کے نام گویا کہ روزہ کی زکاۃ الگ سے واجب کی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا ہے جو روزہ دار کے لئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کر دے تو مقبول زکاۃ ہوگی اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ:۱۳۱، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں۔

(۱) روزوں میں سرزد ہونے والی کوتاہیوں کی تلافی۔

(۲) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام تاکہ وہ خوشیوں میں شریک ہوسکیں اس لئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بروقت ادا کریں تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کرسکیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ صدقۂ فطر میں تین فائدے ہیں:

(۱) روزے اللہ کے ہاں قبول ہوتے ہیں۔

(۲) موت کے وقت سختیوں سے نجات ملتی ہے۔

(۳) عذاب قبر سے حفاظت ہوتی ہے۔

(الفتاویٰ التارتارخانیہ:۳۲۳/۲، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

شرائط صدقۂ فطر:

(۱) مسلمان ہونا، (۲) آزاد ہونا، (۳) نصاب کے برابر مال کا مالک

ہونا جوضرورت اصلیہ سے زائد ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

جن پر صدقۂ فطر واجب ہے:

(۱) جس آدمی کے پاس اپنے استعمال اور ضرورت سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار کے برابر ہو جائے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۲) جس آدمی نے غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے جب کہ وہ صاحب نصاب ہو۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۳) مالدار عورت پر صدقہ فطر ادا کرنا تو واجب ہے لیکن اس پر کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں نہ کہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۴) اگر کسی کی ملکیت میں دو مکان ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے رکھا ہے تو اس آدمی پر صدقۂ فطر واجب ہوگا کیونکہ یہ مکان ضرورت سے زائد ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲/۳۱۷)

(۵) زکاۃ کے نصاب میں سونا چاندی یا مال تجارت ہونا ضروری ہے لیکن صدقہ فطر میں ان تین چیزوں کے علاوہ اگر کوئی چیز ایسی ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲/۳۱۷، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

(۶) جو شرعاً مسافر ہو اور اس کے پاس دوران سفر نصاب کے برابر مال ہو تو اس

پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۳۱۳/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۷) مسافر صاحبِ نصاب عید کے دن خود جہاں ہوگا اسی جگہ کے اعتبار سے صدقۃ الفطر کی قیمت لگائے گا مثلاً پاکستان کا رہنے والا اگر عید کے دن سعودی عرب میں ہوتو وہ سعودی عرب میں نصف صاع گندم کی قیمت سے صدقۃ الفطر ادا کرے گا۔

(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۳۲۱/۲، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

(۸) اگر کوئی مسافر اپنا صدقۃ الفطر خود ادا نہیں کرتا بلکہ اس کے گھر والے ادا کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی جس جگہ مسافر ہوگا اسی کا حساب لگایا جائے گا مثلاً ہندوستانی شخص سعودی عرب گیا ہوا ہے گھر والوں کو فون کیا کہ میرا صدقۃ الفطر ادا کردو تو اب سعودی عرب میں نصف صاع گندم کی جو قیمت بنتی ہے اس کے گھر والے اس کی طرف سے ادا کریں گے۔

(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۳۲۱/۲، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

جن کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے:

(۱) جو آدمی صاحبِ نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد (چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں) کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(ردالمختار: ۳۱۵/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۲) اگر نابالغ اولاد مالدار ہے تو پھر باپ پر اپنے مال سے صدقۂ فطر ادا کرنا لازم نہیں بلکہ ان کے مال سے ادا کرسکتا ہے اگر وہ مالدار نہیں تو پھر اپنے مال سے ادا کرنا واجب ہے۔ (ردالمختار: ۳۱۵/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۳) اگر کوئی لڑکا یا لڑکی مجنون ہوں خواہ بالغ ہوں یا نہ ہوں اور اس کا والد فوت

ہوگیا ہوتو اس کی طرف سے اس کا دادا صدقۂ فطر ادا کرے گا۔

(الدر المختار: ۳۱۵/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۴) اگر باپ مرگیا تو دادا باپ کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا اگر نابالغ پوتا یا پوتی مالدار نہیں تو دادا اپنے مال سے ان کا صدقۂ فطر ادا کرے۔

(الدر المختار: ۳۱۵/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۵) اگر لڑکی کا نکاح ہو چکا لیکن رخصتی نہیں ہوئی اگر لڑکی مالدار ہے تو اس کے مال سے اس کا صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا چاہے لڑکی بالغ ہو یا نابالغ۔

(الدر المختار: ۳۱۵/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۶) اگر جوان لڑکا اپنی کمائی باپ کو دے دیتا ہے تو بھی اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۳۲۰/۲، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

جن کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں:

(۱) بالغ اولاد کی طرف سے باپ پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں اگر ادا کرے گا تو یہ ان پر احسان ہوگا ہاں اگر بالغ اولاد صاحبِ نصاب نہیں اور باپ کی پرورش میں ہے تو پھر ان کی طرف سے ادا کرے تو کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱۹۳/۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۲) اگر بیوی صاحبِ نصاب ہے تو صدقۂ فطر اسی پر واجب ہے شوہر پر نہیں اگر شوہر ادا کرے تو ادا ہو جائے گا اور بیوی پر احسان ہوگا۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱۹۳/۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۳) بیٹے پر والدین، دادا، دادی، اور نانا، نانی کا صدقۂ فطر واجب نہیں۔

(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۳۲۱/۲، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

(۴) اگر کوئی بچہ کسی رشتہ دار یا کسی اور کی پرورش میں ہو تو اس کا صدقۂ فطر بچہ کے والد پر ہوگا ان پر نہیں۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۳۲۱/۲)

جن پر صدقۂ فطر واجب نہیں:

(۱) اگر کوئی شخص صاحبِ نصاب نہیں تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں البتہ اگر خوشی سے ادا کرنا چاہتا ہے تو ادا کرے اور اس پر ثواب ملے گا۔

(صحیح مسلم: ۳۳۲/۱)

(۲) چند بھائیوں کا مال مشترکہ ہے لیکن اکٹھے ہیں اگر تقسیم کیا جائے تو کسی کا حصہ نصاب کے برابر نہیں بنتا تو کسی پر بھی صدقۂ فطر واجب نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱۹۱/۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۳) اگر لڑکی نابالغ ہے مالدار نہیں اور رخصتی بھی نہیں ہوئی تو اس کا صدقۂ فطر باپ پر واجب ہے ہاں اگر رخصتی ہوگئی تو باپ پر واجب نہیں۔

(ردالمختار: ۳۱۵/۳، مکتبہ امدادیہ)

(۴) اگر نابالغ اولاد مالدار ہے اور باپ نے ان کا صدقۂ فطر ادا نہیں کیا تو بالغ ہونے کے بعد خود اولاد کو پچھلے سالوں کا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(مجمع الانہر: ۳۳۵/۱)

جن کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں:

(۱) جن کو زکاۃ دینا جائز نہیں ان کو صدقۂ فطر بھی دینا جائز نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱۹۴/۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۲) امام کو تنخواہ اور اجرت کے طور پر صدقۂ فطر دینا جائز نہیں۔
(ردالمختار: ۹/۴۷۵، مکتبہ امدادیہ)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت:

(۱) صدقۂ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق طلوع ہونے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۰۶، مکتبہ رشیدیہ)

(۲) جو کافر عید کے دن صبح صادق کے بعد مسلمان ہو گیا یا غریب آدمی صبح صادق کے بعد مالدار ہو گیا تو ان پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔
(الدرالمختار: ۳/۳۲۲، مکتبہ امدادیہ)

(۳) صدقۂ فطر عبد الفطر کے دن صبح صادق طلوع ہونے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۰۶، مکتبہ رشیدیہ)

(۴) جو بچہ یا بچی صبح صادق کے بعد پیدا ہوئی اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔ (الدرالمختار: ۳/۳۲۲، مکتبہ امدادیہ)

(۵) جو بچہ یا بچی صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کی طرف سے مالدار باپ پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۲، مکتبہ رشیدیہ)

(۶) عید الفطر کے دن عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا مستحب اور بہت زیادہ فضیلت کی بات ہے۔ (البحر الرائق: ۲/۴۴۵، مکتبہ رشیدیہ)

(۷) صدقہ فطر عید کی نماز کے بعد بھی دیا جا سکتا ہے لیکن عید کے دن سے زیادہ کرنا خلاف سنت اور مکروہ تنزیہی ہے لیکن ادا کرنا پھر بھی ضروری ہے عید کا دن گزر جانے سے صدقۂ فطر معاف نہیں ہوتا۔ (ردالمختار: ۳/۳۱۲، مکتبہ امدادیہ)

(۸) اگرکسی پر صدقۂ فطر واجب ہولیکن اس نے وقت پر ادانہ کیا ہو پھر اس کا مال ہلاک ہوجائے تو بھی صدقۂ فطر معاف نہیں ہوگا اس کی ادائیگی اس کے ذمہ رہے گی۔

(الدار المنتقی حاشیہ مجمع الانہر: ۱/۳۴۷)

(۹) ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہو اور مقروض جس پر قرض ہو غریب ہو اب اگر قرض دینے والا مقروض کو معاف کردے صدقۂ فطر کی نیت سے تو اس کا صدقۂ فطر ادا نہیں ہوگا۔ (البحر الرائق: ۲/۴۳۹، مکتبہ رشیدیہ)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کی صورت:

(۱) صدقۂ فطر میں گندم، جو، آٹا، کشمش، کھجور، یا ان چیزوں کی قیمت دی جاسکتی ہے اور قیمت دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں غریب کا فائدہ ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۲) گندم آدھا صاع یعنی پونے دو کلو یا درمیانی درجے کے پونے دو کلو گندم کی قیمت دینا۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۳) آٹا اگر دینا ہے تو دو کلو یا دو کلو کی قیمت دینی چاہئے۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۱، مکتبہ رشیدیہ)

(۴) کھجور ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو یا درمیانی درجے کی تین کلو کی قیمت۔ (ردالمختار: ۳/۳۲۰، مکتبہ امدادیہ)

(۵) کشمش ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو یا درمیانی درجہ کے ساڑھے تین کلو کشمس کی قیمت۔ (ردالمختار: ۳/۳۲۰، مکتبہ امدادیہ)

(۶) گندم، جو، کشمش، کھجور کے علاوہ اگر کسی اور چیز سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے تو اس کی قیمت کم سے کم پونے دو کلو گندم کی قیمت کے برابر ہونا ضروری ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۲)

(۷) اگر کسی آدمی نے صدقۂ فطر کی قیمت منی آرڈر یا کسی اور طریقہ سے دار العلوم بھیجا لیکن دار العلوم کو یا جس کو بھی بھیجا ہو اس ادارہ تک یا مستحق تک پہنچی نہ ہو تو صدقۂ فطر ادا نہیں ہوگا۔ (البحر الرائق: ۲/۴۳۹)

اگر صدقۂ فطر ادا کئے بغیر مر گیا:

(۱) اگر کوئی آدمی مر گیا اور اس پر صدقۂ فطر واجب تھا ایک سال کا یا کئی سالوں کا اور وصیت بھی نہیں کر گیا تو وارثوں پر صدقۂ فطر ادا کرنا لازم نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۳، مکتبہ رشیدیہ)

(۲) اگر مرنے والے نے وصیت کیا ہو تو ایک تہائی ترکہ میں سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۳)

(۳) اگر وصیت نہیں کیا اور ورثہ میں کچھ نابالغ ہیں تو صدقۂ فطر مشترکہ ترکہ سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۹۳، مکتبہ رشیدیہ)

مالدار حضرات کے لئے اہم مشورہ:

آج کل نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں) کے اعتبار سے ایک صدقۂ فطر کی مقدار بہت کم بنتی ہے جو مالدار حضرات کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، لہٰذا سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے نصف صاع پونے

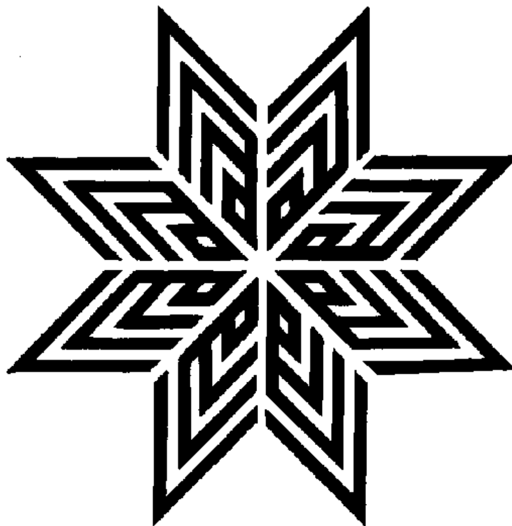
دوسیر گیہوں یا اس کی قیمت کے بجائے ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر کھجور یا کشمش کا حساب لگایا کریں اس میں ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور فقراء کا بھی فائدہ ہوگا۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع گندم کا صدقہ ضروری قرار دیا جو ہر آزاد غلام مرد عورت چھوٹے بڑے پر لازم ہے لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گندم کا بازاری بھاؤ سستا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے اس لئے اگر تم ہر چیز کا صدقۂ فطر ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد شریف: ۲۲۹/۱، حدیث: ۱۶۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ کشمش وغیرہ کے حساب سے وسعت رکھنے والے حضرات کو زیادہ رقم والی چیز سے صدقۂ فطر نکالنا چاہئے۔

واللہ أعلم بالصواب

تمت بالخیر



منظوم کلام بعنوان عظمتِ ماہِ رمضان المبارک

ازقلم: مفتی حفیظ اللہ قاسمی بستوی ناظم تعلیمات جامعہ سراج العلوم

پیشکش: حضرات اراکین واساتذہ کرام جامعہ سراج العلوم بھیونڈی

حاملِ عظمت مبارک ماہ یزداں آگیا ☆ ہو کے پھر سایہ فگن وہ ماہِ رمضان آگیا

جستجو میں جس کی امت تھی سراپا انتظار ☆ فضل ربانی سے وہ بافیض مہماں آگیا

نعمت عظمیٰ کی دل سے قدردانی کیجئے ☆ اس کا ہر لمحہ لئے راحت کا عنواں آگیا

بندگان رب کو تھی جس بحر رحمت کی تلاش ☆ لو وہ ٹھاٹھیں مارتا بخشش بداماں آگیا

ٹوٹ کر برسے گی ہر پیاسے پہ باران کرم ☆ ناز بردار غریق فسق وعصیاں آگیا

پابہ زنداں سب کےسب سرکش شیاطیں ہونگے اب ☆ توڑنے یکسر غرورِ نفس وشیطاں آگیا

آمدِ رمضان سے کھل جاتے ہیں ابواب بہشت ☆ موسم آرائش حسن گلستاں آگیا

محرم رحمت حریم مغفرت نقشِ نجات ☆ جانفزاں مژدہ برائے نوع انساں آگیا

مہربانی غمگساری کا مبارک ماہ ہے ☆ ماہ صبر وشکر بل کھاتا خراماں آگیا

روح پرور ہونگے نظم وضبط افطار وسحور ☆ مونسِ بازیگران جام وسنداں آگیا

لے اڑے گا یہ گناہوں کے خس وخاشاک کو ☆ موج رحمت بن کے سیل تند وجولاں آگیا

سر بسر شاداب ہونگی اب دلوں کی کھیتیاں ☆ بر سرِ مژگاں خروش ابر باراں آگیا

نرم وروشن ہونگے سارے زنگ خوردہ سنگ دل ☆ ظلمتوں کو دور کرنے ماہِ تاباں آگیا

آؤ بیواؤں یتیموں کی خبر گیری کرو ☆ مفلسی خوش ہے کہ دردِ دل کا درماں آگیا

کیوں گنہگاران امت یاس وحسرت میں رہیں ☆ عاصیو! گھبراؤ مت لو ماہ غفراں آگیا

ذکر وتسبیح وتلاوت تحفہ رمضان ہے ☆ صدقہ وخیرات کا ماہِ مہرباں آگیا

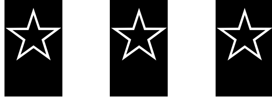
مؤمنو! آؤ تراویح وتہجد کے لئے ☆ جھوم کر درد نشاطِ مہرباں آگیا

اک شب قدر اس کی افضل ہے ہزاروں ماہ پر ☆ قدر دانو! قدر کر لو ماہِ قرآں آگیا

جان ودل سے کیجئے پابندی صوم وصلاۃ ☆ جلوۂ جاناں در آغوش مسلماں آگیا

سب بہ فیض ماہِ رمضاں ہوگئے حق آشنا ☆ طرز سر افگندگی تاحدِّ امکاں آگیا

یا الٰہی! ہم کو نیک اعمال کی توفیق دے ☆ ہاتھ پھیلائے حفیظ محوِ نسیاں آگیا



منظوم کلام بعنوان فضائل اعتکاف وشبِ قدر

ازقلم: مفتی حفیظ اللہ قاسمی بستوی ناظم تعلیمات جامعہ سراج العلوم/وناظم تنظیم جمعیۃ علماء مہاراشٹر

پیشکش: حضرات اراکین واساتذہ کرام جامعہ سراج العلوم بھیونڈی وجملہ وفادار العلوم دیوبند



وہی روشنی دلوں میں ہے جو جگمگا رہی ہے ☆ چلو اعتکاف کرلیں شب قدر آرہی ہے

یہ نجات ومغفرت کی شب بے بدل ہے یارو ☆ اٹھو بستروں سے اپنے یہ تمہیں بلا رہی ہے

ہوئی نازل ایک سورہ اسی شب کے تذکرے میں ☆ یہی شب نزول قرآن کا پتہ بتا رہی ہے

کسی غم میں مبتلا کیوں رہے امت محمد ☆ شب قدر مغفرت کا مژدہ سنا رہی ہے

رہے خود نبی بھی کوشاں اسی شب کی جستجو میں ☆ کہ جہاں میں جن کی بعثت نئی صبح لا رہی ہے

لو گذر گئے دو عشرے ہے فقط اخیر عشرہ ☆ کہاں زندگی ہمیشہ کبھی باوفا رہی ہے

ہمیں نار سے خلاصی کی طلب ہے آؤ مانگیں ☆ کہ خدا کی خاص رحمت ہمیں گدگدا رہی ہے

اے گناہگار باز آ تجھے کیوں ہے ناامیدی ☆ کہ یہ موسم خزاں میں نئے گل کھلا رہی ہے

کریں دل سے آج توبہ کہ گناہ اب نہ ہوں گے ☆ بخدا یہی نحوست ہے جو سر جھکا رہی ہے

ہے گناہگار امت مرے رب تو بخش دینا ☆ کہ غضب پہ تیری رحمت ہمہ دم سوا رہی ہے

اے حفیظ! کرلے توبہ تو ہر ایک معصیت سے ☆ تری لغزشوں سے طاقت تری لڑکھڑا رہی ہے

